انا خاتم النبیین لا نبی بعدی
حدیث شریف

ختم نبوت

تالیف
سلطان الواعظین مولانا ابوالنور محمد بشیر کوٹلی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر: تحریکِ فدایانِ ختمِ نبوت پاکستان

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

بنیادی مسئلہ

ختمِ نبوت

کا بیان

تالیف

سلطان الواعظین مولانا ابوالنور محمد بشیر کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ

اس رسالے میں قرآن واحادیث صحیحہ اور اقوال سلف سے ثابت کیا گیا ہے کہ ہمارے حضور ﷺ کے بعد کسی قسم کا نبی پیدا نہیں ہوسکتا اور مرزائیوں کے تمام دلائل کا اچھی طرح جواب دیا گیا ہے۔

ناشر

تحریک فدایان ختم نبوت پاکستان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نام کتاب	ختم نبوت
مصنف	حضرت مولینا ابوالنور محمد بشیر کوٹلوی
ترتیب وتدوین	محمد احمد حسن قادری
اشاعت	۱۴۳۰ھ - ۲۰۰۹ء
باہتمام	انجینئر محمد آفتاب قادری نقیبی
صفحات	۹۲
تعداد	۱۱۰۰
ناشر	تحریک فدایان ختم نبوت پاکستان
قیمت	

ملنے کے پتے

مکتبہ نوریہ رضویہ، گنج بخش روڈ لاہور

مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد

مسلم کتابوی دربار مارکیٹ لاہور

مکتبہ اہلسنت امین پور بازار فیصل آباد

بذریعہ ڈاک منگوانے کے لئے

دفتر تحریک فدایان ختم نبوت

چک نمبر 72/ر-ب- باہمنی والا نزد کھڑیانوالہ

ضلع فیصل آباد- 0333-8962180

درود ابراہیمی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصۡحَابِکَ یَا حَبِیۡبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصۡحَابِکَ یَا رَحۡمَةً لِّلۡعَالَمِیۡنَ

فتح باب نبوت پہ بے حد درود
ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام

(امام احمد رضا بریلویؒ)

سلام

مصطفیٰ ﷺ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام۔۔۔
وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا
چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام
وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام
جس کے آگے سر سروراں خم رہیں
اُس سر تاج رفعت پہ لاکھوں سلام
فتح باب نبوت پہ بے حد درود
ختم دور، رسالت پہ لاکھوں سلام

(امام احمد رضا بریلویؒ)

اظہار تشکر

حضرت پیر فضل رسول حیدر رضوی صاحب مدظلہٗ (سجادہ نشین آستانہ عالیہ محدث اعظم پاکستان)
حضرت پیر سید سعید الحسن شاہ صاحب مدظلہ (چیرمین ادارہ حزب الاسلام)
حضرت مولانا محمد نور عالم صاحب مدظلہ (شاگرد رشید محدث اعظم پاکستان)
حضرت صاحبزادہ عطاء المصطفےٰ جمیل صاحب (ابن سلطان الواعظین)
حضرت مفتی باغ علی رضوی صاحب (سربراہ جماعت اہلسنت فیصل آباد)
حضرت سید ہدایت رسول قادری صاحب، (ناظم، دارالعلوم نوریہ رضویہ)
حضرت پروفیسر محمد الیاس اعظمی صاحب (لیکچرار، منہاج یونیورسٹی)
جناب سید حمایت رسول قادری صاحب (ناظم مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد)
حضرت مفتی محمد تنویر الحسن مدنی صاحب (چیرمین مدنی فاؤنڈیشن)
جناب انجینئر محمد آفتاب صاحب، جناب صادق علی زاہد صاحب
جناب محمد امجد جاوید سعیدی صاحب، جناب حافظ محمد جاوید صاحب
جناب انجینئر محمد اکبر صاحب جناب مدثر حسین صاحب
ان عظیم علماء و مشائخ اور احباب ذی وقار کا میں تہہ دل سے مشکور ہوں
جنھوں نے علمی قلمی اور مالی تعاون فرمایا اور یہ کتاب منظر عام پر آئی۔

خاکپائے علمائے اہلسنت
محمد احمد حسن قادری

۲۶ جمادی الثانی ۱۴۳۰ھ

فہرست

سلطان الواعظین محمد بشیر کوٹلویؒ

سلطان الواعظین حضرت مولٰینا ابوالنور محمد بشیر کوٹلویؒ وطن عزیز پاکستان کے نامور خطیب، مبلغ، شاعر، صحافی اور مقبول عام واعظ اور عالم دین تھے۔ تقریباً سو سال سے زائد عمر پا کر ۱۹ رجب ۱۴۲۸ھ۔۴ اگست ۲۰۰۷ء بروز ہفتہ کو وصال فرما گئے کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ میں دفن کیئے گئے حضرت علامہ پیرزادہ محمد اقبال فاروقی صاحب مدظلہٗ (چیف ایڈیٹر ماہنامہ جہان رضا لاہور) آپ کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں۔

مولانا محمد بشیر کوٹلی لوہاراں: پنجاب کے مایہ ناز خطیب، علماء اہلسنت کے قابل صد افتخار واعظ، مقبول عام سنی مصنف الحاج مولانا محمد بشیر دامت برکاتہ، (رحمۃ اللہ علیہ) کوٹلی لوہاراں کے علمی خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ والد گرامی مشہور عالم سُنی عالم دین مولانا محمد شریف محدث اپنے وقت کے جید فاضل تھے۔

آپ کی تربیت خصوصی طور پر علمی ماحول میں ہوئی۔ ابتدائی علوم والد محترم سے حاصل کیے۔ 1935ء میں دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں داخل ہوئے اور علامہ (سیّد) ابوالبرکات کے نامور شاگردوں میں شمار ہونے لگے۔ تقریر و خطاب میں ابھرتے ہوئے آفتاب بن کر سند فصلیت حاصل کی اور گکھڑ کی جامع مسجد میں خطیب مقرر ہوئے آپ نے تھوڑے ہی عرصہ میں پاک و ہند میں اپنی شیریں خطابی اور فاضلانہ تقریر سے اپنی شہرت کا لوہا منوایا۔ عام علماء سے بلند ہو کر آپ انتخاب شعر اور شعر نوائی میں ممتاز و منفرد ہیں۔ خود شعر کہتے ہیں۔ آسان کہنے میں سہل ممتنع ہیں مگر مزاح کے انداز میں قند پارسی کی حلاوت بن جاتے ہیں۔ شاعری میں کس سے تلمذ کیا؟ معلوم نہیں مگر شعری گوید بہ از قند و نبات۔ گکھڑ میں خطابت سے ہٹ کر اپنے گاؤں کوٹلی لوہاراں میں خطیب ہوئے۔

سنیوں کے صرف خطیب ہی نہیں بلکہ خطباء کو خطابت کا انداز نو بخشنے والے ہیں اس موضوع پر آپ کی تصانیف، واعظ، خطابت خطیب، عورتوں کی حکایات، شیطان کی حکایات، حکایات الحیوان، سرور دو عالم، مثنوی کی حکایات، آجکل، حاجی لق لق، سچی

حکایات کی کئی کئی جلدیں اور کئی کئی ایڈیشن چھپ کر مقبول عوام و خواص ہوئے۔ ماہنامہ ماہ طیبہ مدتوں خطباء اور مقررین کی علمی تربیت کرتا رہا۔ آپ کے نامور فرزند محبی عطاء المصطفیٰ جمیل نے ایم اے عربی پنجاب یونیورسٹی سے طلائی تمغہ حاصل کر کے پنجاب بھر میں اولیت حاصل کی۔ آپ سنیوں کے محبوب نظر عالم دین ہیں۔

(تذکرہ علماء اہلسنت و جماعت لاہور صفحہ نمبر 364 مصنف حضرت پیرزادہ محمد اقبال فاروقی صاحب مدظلہٗ)

سلطان الواعظین کی تصانیف

پچھلی سطور میں آپ سلطان الواعظین مولانا ابوالنور محمد بشیر کوٹلویؒ کا مختصر تعارف (پیرزادہ محمد اقبال فاروقی صاحب مدظلہ کے قلم سے تحریر کردہ) پڑھ چکے ہیں اب حضرت سلطان الواعظین کی تصانیف کی ایک مختصر فہرست بھی ملاحظہ کیجئے۔ (یاد رہے کہ یہ فہرست راقم کی اپنی معلومات کے مطابق ہے ان میں کمی بیشی بھی ہو سکتی ہے۔)

۱۔ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۲۔ جبل نور (شعری مجموعہ کلام)
۳۔ آنا جانا نور کا
۴۔ خطیب
۵۔ ختم نبوت
۶۔ خطبات (دو حصے)
۷۔ واعظ (چار حصے)
۸۔ مفید الواعظین
۹۔ میلاد نامہ
۱۰۔ معراج نامہ
۱۱۔ سچی حکایات (پانچ حصے)
۱۲۔ جبریل علیہ السلام کی حکایات

۱۳۔ مثنوی کی حکایات

۱۴۔ سنی علماء کی حکایات

۱۵۔ عجائب الحیوانات

۱۶۔ عورتوں کی حکایات

۱۷۔ دیوبندی علماء کی حکایات

۱۸۔ شیطان کی حکایات

۱۹۔ ماہ طیبہ

دو درجن سے زائد ان کتب کے علاوہ حضرت سلطان الواعظینؒ ماہنامہ ماہ طیبہ بھی شائع کرتے رہے جس میں مختلف قلمی ناموں سے اکثر مضامین آپ کے تحریر کردہ ہوتے تھے جسے قارئین بہت پسند کرتے تھے ماہنامہ ماہ طیبہ کے کئی ایک خاص نمبرز بھی شائع کئے مثلاً ختم نبوت نمبر، میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمبر، معراج نمبر وغیرہ ماہنامہ ماہ طیبہ ایک مقبول عام میگزین کی حیثیت رکھتا تھا علمائے کرام کے علاوہ عوام الناس اور صاحب علم لوگ بہت زیادہ پسند کرتے اور مطالعہ کرتے تھے ماہنامہماہ طیبہ عرصہ دراز تقریباً 20 سال تک تسلسل کے ساتھ شائع ہوتا رہا۔ بعد میں ماہنامہ ماہ طیبہ حضرت مناظر اسلام مولانا ابو الحامد محمد ضیاء اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کی زیر ادارت تقریباً (13-14) تیرہ، چودہ سال تک (حضرت قادریؒ کے وصال کے ایک سال بعد تک) شائع ہوتا رہا۔

تعارف ختم نبوت

سلطان الواعظین حضرت مولانا ابو النور محمد بشیر کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کتاب ''ختم نبوت'' ہے اس کتاب کا پورا نام ''بنیادی مسئلہ ختم نبوت کا بیان'' ہے اس کتاب میں عقیدہ ختم نبوت کی حقانیت پر احادیث مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک عظیم ذخیرہ جمع و ترتیب دیا گیا ہے۔

ایک قادیانی نے (پاکٹ بک) کتاب تحریر کی خوب دجل و تلبیس سے اسلامی عقیدہ

ختم نبوت کے خلاف زبان درازی، قلم درازی کی۔

حضرت سلطان الواعظین رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانی اعتراضات کے مدلل اور جامع جوابات تحریر کئے ہیں ایک قادیانی دلیل کے متعدد جوابات تحریر کر کے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور جامعیت کو ثابت کیا ہے اللہ تعالیٰ کے حبیب حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پیارے غلام مولانا محمد بشیر کوٹلویؒ نے تحریر وتقریر کے ذریعے دین اسلام کی خوب خوب تبلیغ اور فرقہائے باطلہ کی تردید کی ہے کتاب ختم نبوت کا تعارف کراتے ہوئے خود تحریر فرماتے ہیں۔

''بنیادی مسئلہ ختم نبوت کا بیان'' اس رسالے میں قرآن واحادیث صحیحہ اور اقوال سلف (صالحین) سے ثابت کیا گیا کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی قسم کا (سچا) نبی پیدا نہیں ہوسکتا اور مرزائیوں کے تمام دلائل کا اچھی طرح جواب دیا گیا ہے۔

کتاب ''ختم نبوت'' کے کئی بار متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں جو اس کتاب کی مقبولیت کا منہ بولتا ثبوت ہے عرصہ سے دستیاب نہیں تھی اب اس نایاب ہیرے کو ازسرنو کمپوزنگ کرا کر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں اس کی اشاعت کا مقصد فقط تبلیغ دین ہے اس کی قیمت سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی سے اسلامی رسائل (پمفلٹ) شائع کئے جاتے ہیں۔

آخر پر دُعا ہے کہ اللہ کریم عزوجل، بوسیلہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سلطان الواعظین کی اس عظیم خدمت کو قبول فرماتے ہوئے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا جنت میں قرب نصیب فرمائے آمین۔

خاکپائے علمائے اہلسنت

محمد احمد حسن قادری

۲۶ جمادی الثانی ۱۴۳۰ھ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

تعارف کتاب: ختم نبوت

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِيۡنَ وَمَا اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ
وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيۡكَ يَا خَاتَمَ النَّبِيِّيۡنَ۔

رب کریم عزوجل اللہ وحدہ لاشریک نے کائنات کی تخلیق فرماتے ہوئے تمام مخلوقات میں سے اعلیٰ مخلوق انسان کو بنایا پھر انسانوں کی راہنمائی کے لئے انبیاء کرام اور رُسل عظام کو مبعوث فرمایا۔ رشد وہدایت کے پیکر حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام سے آنے شروع ہوئے اور حضرت محمد ﷺ پر ختم ہوئے۔ ہر نبی اور رسول تشریف لاتا رہا اور یہ پیغام دیتا رہا کہ لوگو! اللہ عزوجل ایک ہی معبود برحق ہے اسی خالق و مالک کی بندگی کرو اور میں اس کا رسول یا نبی ہوں دعوت توحید ورسالت کا یہ درس ہر برگزیدہ پیغمبر نے دیا مگر یہ کسی نے نہیں کہا کہ میں آخری نبی ہوں یا میں ساری کائنات کا نبی' یا' رسول ہوں۔ یعنی کوئی نبی خاتم الانبیاء' یا' خاتم الرسل نہ ہوا کسی کی نبوت ورسالت عالمگیر نہ ہوئی۔ کوئی کسی علاقے کا نبی اور کوئی کسی ملک کا نبی یا رسول تھا مگر حضرت عیسیٰ ابن مریم رضی اللہ عنہ جب تشریف لائے تو آپ نے فرمایا۔

يٰبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اِنِّىۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَيۡكُمۡ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَىَّ مِنَ التَّوۡرٰةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوۡلٍ يَّاۡتِىۡ مِنۡۢ بَعۡدِى اسۡمُهٗۤ اَحۡمَدُ ؕ

(سورۃ الصف آیت نمبر ۶)

ترجمہ: اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔ تصدیق کرنے والا اس توراۃ کا جو مجھ سے پہلے موجود ہے اور خوشخبری (بشارت) دینے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا جس کا اسم گرامی احمد ﷺ ہوگا۔

الہامی کتب میں سے ایک کتاب تورات بھی ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی تورات چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے نازل ہوئی تھی اس لئے آپ نے اس کتاب مقدس کی تصدیق کی اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ولادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ہونی تھی اس لیے کہا کہ میں بشارت دیتا ہوں اسی طرح حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے متعلق رب کریم عزوجل نے فرمایا۔

وَاِذۡ اَخَذَ اللّٰهُ مِيۡثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَاۤ اٰتَيۡتُكُمۡ مِّنۡ كِتٰبٍ وَّحِكۡمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمۡ۔ (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۸۱)

ترجمہ: اور جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت دوں پھر آئے تمہارے پاس (عظمت والا) رسول تصدیق کرنے والا اس چیز کی جو تمہارے ساتھ ہو۔

گویا سابق تمام انبیاء کرام جو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تشریف لائے نبی کریم آقائے رحیم سیّدنا محمد ﷺ ان سب کے مصدق یعنی تصدیق فرمانے والے ہیں اور اگر آپ کے بعد کوئی نیا نبی پیدا ہونا ہوتا کوئی رسول تشریف لانا ہوتا تو آپ اس کی بشارت فرمادیتے مگر آقا ومولا محمد مصطفےٰ ﷺ نے کسی نئے (سچے) نبی کے پیدا ہونے کی بشارت نہیں دی۔

البتہ رسالتمآب ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عن ثوبان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تقوم الساعة حتى تلحق قبائل من امتى بالمشركين و حتى يعبدوا الاوثان وانه سيكون فى امتى ثلاثون كذابون كلهم يزعم انه نبى وَ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيۡنَ لَا نَبِىَّ بَعۡدِىۡ۔ هٰذا حديث صحيح۔ (جامع ترمذی ابواب الفتن جلد نمبر ۲)

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت نہ قائم ہوگی یہاں تک کہ میری امت کے کچھ قبیلے مشرکوں سے مل جائیں اور یہاں تک کہ وہ بتوں کی عبادت کرنے لگ جائیں اور یقیناً عنقریب میری امت میں تیس جھوٹے آئیں گے ان میں سے ہر ایک یہ گمان کرے گا کہ وہ نبی ہے اور (حالانکہ) میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ (یہ حدیث صحیح ہے)

اس حدیث مبارکہ میں جہاں حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے آخری نبی ہونے کا اعلان فرمایا وہاں اپنے بعد کسی نئے سچے نبی کے پیدا نہ ہونے کا اعلان فرمایا اور ساتھ ہی امت کو اس بات سے آگاہ کر دیا کہ میرے بعد قیامت سے پہلے جھوٹے مدعیان نبوت ضرور پیدا ہوں گے جو یہ کہیں گے کہ وہ نبی ہیں لہٰذا آقا و مولا محمد مصطفےٰ ﷺ کے فرمان کے مطابق اب کسی شخص کا یہ کہنا کہ میں نبی اور رسول ہوں اس شخص کے جھوٹا اور دجال ہونے کی دلیل ہے جیسے قریبی زمانہ میں صوبہ پنجاب کے ضلع گورداسپور کے ایک گاؤں قادیان میں مرزا غلام احمد قادیانی نام کے ایک شخص نے یہ دعویٰ کیا کہ ''اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے لقب سے پکارا ہے۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص 68 مطبوعہ ربوہ 1950ء)

اس عبارت میں مرزا قادیانی نبی ہونے کا دعویدار ہے فرمان مصطفیٰ ﷺ کے مطابق مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ جھوٹا ہے مرزا قادیانی جھوٹا مدعی نبوت ہے کیونکہ نبوت رحمت اللعالمین سیدنا محمد ﷺ پر ختم ہوگئی۔

قیام پاکستان کے بعد قادیانی حضرات نے جب ختم نبوت کے اجتماعی عقیدہ کے متضاد اجرائے نبوت پر لٹریچر شائع کرنا (دوبارہ) شروع کیا تو اس وقت کے عظیم قلمکار ماہنامہ ماہ طیبہ کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ کے مدیر، برصغیر پاک و ہند کی عظیم درسگاہ حزب الاحناف (نزد داتا گنج بخش علی ہجویریؒ کے مزار شریف) لاہور کے فارغ التحصیل اہل سنت کے عظیم مصنف حضرت علامہ مولانا ابوالنور محمد بشیر احمد صاحب کوٹلی لوہاراں والے دامت

برکاتہم العالیہ نے قادیانی لٹریچر میں سے ختم نبوت پر کیے گئے قادیانی اعتراضات کا محاسبہ کیا اور ایک کتاب بنیادی مسئلہ ختم نبوت کا بیان تصنیف فرمائی۔ جس میں قرآن وحدیث سے ختم نبوت کا ثبوت اور مرزائیوں کے جملہ اعتراضات (جوانہوں نے احمدیہ پاکٹ بک میں لکھے ہیں) کے متعدد جوابات دیئے گئے ہیں۔

اللہ کریم عزوجل نبی کریم ﷺ کے غلاموں کا بھلا کرے جنہوں نے باطل مذاہب کا فوراً محاسبہ کیا۔ اب کریم عزوجل ان غلامان مصطفیٰ ﷺ کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر رکھے۔ (آمین)

محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد سردار احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ (فیصل آبادی) کے شاگرد اسلاف کی یادگار تصویر عالم باعمل، صوفی باصفا، محب العلم العلما، حضرت علامہ مولانا محمد نور عالم صاحب چشتی رضوی کے پاس قیام پاکستان سے لے کر اب تک اہل سنت کے ماہانہ ہفت روزہ اور دیگر شائع ہونے والے رسائل جو اب نایاب ہیں کا عظیم ذخیرہ موجود ہے راقم الحروف حضرت صاحبزادہ عطاء المصطفیٰ نوری صاحب کے ذریعہ حضرت مولانا نور عالم صاحب چشتی کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت صاحب نے خصوصی شفقت فرمائی اور اپنے اس عظیم اور نایاب ذخیرہ کی ورق گردانی کرنے اور فوٹوسٹیٹ کاپیاں کروانے کی اجازت بخشی۔

راقم اس عظیم الشان لائبریری میں سے اہل سنت وجماعت کے نایاب رسائل میں سے ختم نبوت کے موضوع پر حضرت مولانا بشیر احمد صاحب کوٹلوی کا رسالہ ماہ طیبہ کا خاص نمبر بعنوان بنیادی مسئلہ ختم نبوت کا بیان اور حضرت پیر کرم شاہ الازہریؒ کا رسالہ ضیائے حرم کا تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء لے کر گھر آیا، مطالعہ کیا اور حضرت صاحب سے اجازت لیکر مولانا بشیر احمد صاحب کا رسالہ ختم نبوت شائع کرنے کی درخواست کی حضرت نے باخوشی اجازت دے دی۔

اشاعت کے اہتمام کیلئے میں غازی عامر چیمہ شہید رحمۃ اللہ علیہ اور پنے پیر بھائی کے کلاس فیلو انجینئر محمد آفتاب قادری صاحب حفظ اللہ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ نے کا مقصد

عرض کیا تو جناب انجینئر آفتاب صاحب نے کمال شفقت فرماتے ہوئے راقم کو اشاعت کے اہتمام کی یقین دہانی کرائی بعد میں غریب خانہ تشریف لائے اور کتاب ختم نبوت کی اشاعت کے لئے رقم دے گئے۔

مالک کریم عزوجل کی بارگاہ میں التجا ہے کہ رب کریم عزوجل نبی کریم سیدنا محمد ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے کتاب ختم نبوت کے مصنف مولانا بشیر احمد صاحب کو شفاء عطا فرمائے اور مولانا نور عالم صاحب کو اپنی رحمت سے خاص لطف عطا فرمائے اور برادر محترم جناب محمد آفتاب قادری صاحب کو صحت وتندرستی عطا فرمائے ان کی اس مالی قربانی اور دینی جذبہ کو قبول فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

احقر العباد

بندہ ضعیف خادم ختم نبوت

محمد احمد حسن قادری

10-06-2007

(نوٹ: 4 اگست ۲۰۰۷ء بمطابق ۱۹ رجب ۱۴۲۸ھ حضرت مولانا ابو النور محمد بشیر کوٹلویؒ انتقال فرماگئے ہیں۔)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

پہلی نظر

زمانہ طالب علمی میں شیخ الحدیث استاذی المعظم حضرت مولانا سید ابوالبرکات سید احمد صاحب دامت برکاتہم ناظم حزب الاحناف لاہور کے زیر اہتمام ہر جمعرات کو طلبائے دارالعلوم کا آپس میں مشقیہ مناظرہ ہوا کرتا تھا۔ استاذی المعظم کسی طالب علم کے ذمہ کوئی سا موضوع لگا کر اسے ارشاد فرماتے کہ فلاں طالب علم سے تمہیں اس موضوع پر مناظرہ کرنا ہوگا چنانچہ وہ طالب علم اس موضوع کے مطابق دلائل یاد کرنے لگتا اور اس کے مدمقابل دوسرے طالبعلم کو ان دلائل کے جواب کے لئے تیار ہونا پڑتا۔ اس طرح طالب علموں کو اس فن میں مہارت حاصل کرنے کا موقعہ مل جاتا تھا۔

ایک مناظرے میں مولانا محمد غوث صاحب ملتانی کو اجرائے نبوت پر مرزائیوں کے دلائل پیش کرنے کا حکم ہوا اور مجھے ان کے مدمقابل اسلامی عقیدہ ختم نبوت پر دلائل پیش کرنے اور مرزائیوں کے دلائل کے جوابات دینے کا ارشاد ہوا۔ چنانچہ میں نے اس مناظرے کے لئے کتب خانہ دارالعلوم کا مطالعہ کر کے ”ختم نبوت“ کے لئے جو دلائل اور مرزائیوں کے دلائل کے جو جوابات لکھے۔ استاذی المحترم نے مناظرہ میں سن کر وہ بہت پسند فرمائے اور انہیں کتابی شکل میں شائع کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ یہ رسالہ اسی ارشاد کی تعمیل میں شائع کیا گیا۔ جو آج نئے اہتمام کے ساتھ کتب خانہ ماہ طیبہ شائع کر رہا ہے۔

(مولانا) ابوالنور محمد بشیر (کوٹلویؒ)

خطبہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ط

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡن۔ اَلَّذِیۡ خَتَمَ النُّبُوَّةَ بِسَيِّدِ الۡاَوَّلِيۡنَ وَالۡاٰخِرِيۡن۔ وَصَرَّحَ فِی كِتَابِهِ الۡمُبِيۡن۔ بِاَنَّه' صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ وَخَاتَمُ النَّبِيّٖن وَقَالَ فِی حَقِّهٖ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ وَمَا اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا كَاۤفَّةً لِّلنَّاسِ وَمَا اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡن۔ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوۡلِهٖ مُحَمَّدٍ ۨ الَّذِیۡ كَانَ نَبِيًّا وَّاٰدَمُ بَيۡنَ الۡمَاۤءِ وَالطِّيۡن۔ وَالَّذِیۡ قَالَ اَنَا قَاۤئِدُ الۡمُرۡسَلِيۡنَ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ الَّذِيۡنَ صَدَّقُوۡا بِكَوۡنِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ اٰخِرَ النَّبِيّٖنَ وَعَلَى الۡاَئِمَّةِ الۡمُجۡتَهِدِيۡنَ خُصُوۡصًا عَلٰۤى اِمَامِنَا الۡاَعۡظَمِ الۡاِمَامِ اَبِیۡ حَنِيۡفَةَ اِمَامِ الۡمُحَدِّثِيۡن۔ اَلَّذِیۡ قَالَ مَنۡ طَلَبَ عَلَامَةً مِنۡ مُّدَّعِی النُّبُوَّةِ بَعۡدَ سَيِّدِ الۡمُرۡسَلِيۡن۔ فَهُوَ مِنَ الۡكَافِرِيۡن۔

اَمَّا بَعۡدُ

فقیر عبد النبی الخبیر محمد بشیر غفرلہ المولےٰ

تمہید

القدیر بجاہ النبی البشیر والنذیر برادران اسلام کی خدمت میں عرض کرتا ہے۔ کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنی نبوت کاذبہ میں بڑے مشہور ہیں اور ان کے بہت سے دعاوی ہیں۔ مگر سب کے سب ہی باطل اور حق سے کوسوں دور ہیں۔ منجملہ ان کے دعاوی کاذبہ کے ایک ان کا یہ بھی دعوےٰ تھا کہ میں نبی و مرسل ہوں اور سب نبیوں سے افضل ہوں۔ شیطان نے جو انسان کا قدیمی دشمن ہے۔ اس موقعہ کو غنیمت جان کر لوگوں کو بہکانا شروع کیا۔ اور مرزائیت کے جال میں پھنسانا شروع کیا۔ پس بعض جو بیوقوف اور نادان تھے اور جو محبّ شیطان تھے۔ اس جال میں پھنس گئے اور اسلام سے بے تعلق ہوئے۔ پھر اس فتنہ مرزائیت سے جو ضرر اسلام کو پہنچا۔ شائد ہی کسی اور فتنہ سے پہنچا ہو اور اس کے بانی نے جو جو کچھ انبیاء علیہم السلام کی شان میں لکھا۔ شائد ہی کسی اور کافر نے لکھا ہو۔ علمائے اسلام نے اس فتنہ کی کافی ووافی تردید کی اور بہتوں کو اس پنجۂ شیطان سے نجات دی۔ میرا بھی خیال ہوا کہ میں بھی اس موضوع پر کچھ لکھوں اور بتاؤں کہ آقائے نامدار احمد مختار ﷺ کے بعد تشریعی نہ غیر تشریعی کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔ حضور علیہ السلام کے بعد جو نبوت کا مدعی ہو وہ کافر و کذاب و دجال ہے۔ وَاللّٰهُ الۡمُسۡتَعَانُ وَعَلَيۡهِ التُّكۡلَانُ۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت خاتم المرسلین محمد رسول اللہ ﷺ تک جتنے انبیاء مبعوث فرمائے۔ سب اس دین کی تکمیل کیلئے تشریف لائے جس دین کی بنیاد حضرت آدم علیہ السلام کے وجود سے رکھی گئی تھی۔ اور جس کی تکمیل زمانہ مبارکہ حضرت خاتم المرسلین محمد رسول اللہ ﷺ میں ہوئی۔ یہ شرف حضور پرنور خاتم النبیین ﷺ کو ہی حاصل ہے کہ دین کی تکمیل حضور ہی کے وجود باوجود سے ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے صاف فرمادیا۔ اَلۡيَوۡمَ اَكۡمَلۡتُ لَكُمۡ دِيۡنَكُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِیۡ[1] اس شرف

[1] سورۃ المائدہ آیت نمبر ۳

سے کسی اور نبی کو مشرف نہیں فرمایا گیا۔

بخاری شریف کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں ہے۔

حدثنا الحمیدی عن طارق بن شھاب قال قال رجل من الیھود لعمر یا امیر المومنین لوان علینا نزلت ھٰذہ الایۃ الیومَ اکملتُ لکُمْ دِینکم لَاتخذنَا ذلك الیوم عید فقال عمر اِنی لَاعلَم ایّ یَوْمٍ نزلَتْ ھٰذِہ الایۃ نزلَتْ یَومَ عَرفۃَ فِی یَومِ جمعَۃٍ۔

ترجمہ: ''طارق بن شہاب فرماتے ہیں کہ ایک یہودی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا۔ اے امیر المومنین اگر یہ آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن عید منایا کرتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں جانتا ہوں کہ یہ آیت کس دن نازل ہوئی یہ آیت بروز جمعہ عرفہ کے دن نازل ہوئی۔''

اس حدیث سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تکمیل دین نہیں ہوئی تھی۔ مرزا صاحب قادیانی خود حقیقۃ الوحی ص ۱۵۱ میں لکھتے ہیں۔ ''مگر حضرت عیسیٰ صرف توریت کے وارث تھے۔ جس کی تعلیم ناقص اور مختص القوم ہے۔ اسی وجہ سے انجیل میں ان کو وہ باتیں تاکید کے ساتھ بیان کرنی پڑیں۔ جو تورایت میں مخفی اور مستور تھیں۔ لیکن قرآن شریف سے ہم کوئی زیادہ امر بیان نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اس کی تعلیم اتم اور اکمل ہے۔ وہ توراۃ کی طرح کسی انجیل کا محتاج [1] نہیں۔'' !

مرزا صاحب کی عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ اس دین کی تکمیل حضور علیہ السلام کے وجود باوجود سے ہوئی۔ چونکہ انبیاء سابقہ اسی دین کی تکمیل کی خاطر تشریف لاتے رہے اور وہ دین حضور خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود باوجود سے مکمل کر دیا گیا لہٰذا اب ہمیں کسی نبی کی حاجت نہ رہی۔ علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ تفسیر ابن کثیر صفحہ ۴۷۹ جلد ۳ میں اس

[1] مرزا صاحب ایسے ہی صاحب قرآن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی قسم کے نبی کے محتاج نہیں ۱۲۔ بشیر

آیت کے ماتحت ارشاد فرماتے ہیں:

ھٰذِہٖ اکبرَ نِعمَ اللّٰہ علٰی ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ حَیْثُ اَکْمَلَ تَعَالٰی لَھُمْ دِیْنَھُمْ فَلَایَحْتَاجُوْنَ اِلٰی دِیْنٍ غَیْرِہٖ وَلَا الی نبیٍ غیر نَبِیّھِمْ صَلوٰتُ اللّٰہِ وَسَلامہ علیہ۔ وَلِھٰذَا جَعَلَہٗ خَاتِمَ الانبیَاءِ وَبَعَثَہٗ اِلَی الاِنسِ وَالجِنِّ۔

ترجمہ: فرماتے ہیں۔ اللہ کی اس امت پر یہ بہت بڑی نعمت ہے کہ اس نے ان کے لئے ان کے دین کو مکمل فرما دیا۔ پس اب یہ اس دین کے سوا کسی اور دین کے محتاج نہیں اور نہ ہی اپنے نبی (محمد رسول اللہ صلوٰت اللہ علیہ وسلامہ علیہ) کے سوا کسی دوسرے نبی کے محتاج ہیں۔ اسی لئے اللہ نے حضور علیہ السلام کو نبیوں کا ختم کرنے والا بنایا اور آپ کو جن وانس کی طرف مبعوث فرمایا۔

عقیدہ ختم نبوت:

چونکہ اللہ تعالیٰ ہمارے دین کو مکمل فرما چکا اور ہمیں کسی نبی کی حاجت نہ تھی۔ اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمادیا کہ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا

(سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۴۰)

ترجمہ: ''محمد (علیہ السلام) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ لیکن وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے ختم کر دینے والے ہیں۔''

لفظ خاتم کا معنیٰ:

مرزائی کہتے ہیں کہ خاتم کا معنیٰ ختم کرنے والا نہیں ہے۔ بلکہ اس کا معنیٰ مہر ہے یعنی حضور علیہ السلام نبیوں کی مہر ہیں۔ مگر بے چارے نہیں جانتے کہ اس کا معنیٰ مہر کرنے سے بھی ان کا مدعا حاصل نہیں ہوتا اور نہیں جانتے کہ اس میں دو قرأتیں ہیں۔ حسن اور عاصم کے نزدیک خاتم النبیین بفتح التاء ہے۔ اور سب اسے خاتم النبیین بکسر التاء پڑھتے ہیں اور

جب ہم اسے خاتم النبیین بکسر التاء پڑھیں گے۔ تو معنیٰ صاف ہے کہ ختم کرنے والا ہے نبیوں کا اور اگر ہم اسے خاتم النبیین بفتح التاء پڑھیں گے تو بھی ہمارا مدعا حاصل یعنے اس کا معنیٰ آخر النبیین ہوگا یعنی سب سے پچھلے نبی اور دوسرا معنیٰ اس کا ''نبیوں کی مہر'' بھی ہوگا۔ مگر مرزائیوں کے ہاتھ کچھ نہیں لگے گا۔ بلکہ بطریق اولیٰ ''ختم نبوت'' ثابت ہوگی تمام مفسرین کرام علیہم الرحمۃ یہی فرما رہے ہیں کہ خاتم النبیین میں دو قرأتیں ہیں۔ بفتح التاء اور بکسر التاء اور دونوں صورتوں میں مطلب یہی ہے کہ حضور علیہ السلام پر نبوت ختم ہو چکی۔ آپ آخری اور خاتم الانبیاء ہیں۔ احادیث رسول اللہ ﷺ بھی اسی معنیٰ کی تائید کر رہی ہیں۔ مرزا صاحب خود اس آیت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔ یعنی محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا (ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ نمبر ۶۱۴ مندرجہ روحانی خزائن جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۴۳۱) مرزائیو! ذرا غور کرو کہ تمہارے مرزا صاحب تو خاتم کا معنیٰ ''ختم کرنے والا'' لکھ رہے ہیں۔ مگر تم چیلوں کا یہ حال ہے کہ ان کے ترجمہ کو غلط قرار دے کر خاتم کا معنیٰ مہر کرتے ہو۔ مگر مرزائیو! تم چاہے اس کا معنیٰ مہر ہی کرو۔ تمہارا مدعا ہرگز حاصل نہیں ہوسکتا۔ سنو! قرآن مجید میں آتا ہے خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ۔ (سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۷) اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی۔ یعنی نہ ان کے دلوں سے کفر نکل سکتا ہے اور نہ ایمان جاگزیں ہوسکتا ہے۔ منتہی الارب میں ایک مثال دے کر سمجھاتے ہیں۔ ختم علی قلبہ۔ مہر نہاد بردل وے تا فہم نکند چیزے را ونے برآید چیزے ازاں۔ یعنی مہر رکھی اس کے دل پر تا کہ نہ کسی چیز کو سمجھے اور نہ کوئی چیز اس سے باہر آسکے۔'' تو معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام نبیوں کی مہر ہیں نہ اس گروہ انبیاءً میں کوئی دوسرا شامل ہوسکتا ہے اور نہ اس سے کوئی نکل سکتا ہے۔ علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح البیان مطبوعہ مصر جلد ہفتم ص ۱۸۷ میں اس آیت کے ماتحت فرماتے ہیں۔ (وخاتم النبیین) قراء عاصم بفتح التاءِ وَهُوَ اٰلَةُ الْخَتمِ بِمَعْنٰى مَا يُخْتَمُ بِهٖ كَالطَّابِعِ بمعنٰى مَا يُطْبَعُ بِهٖ وَالْمَعْنٰى وَكَانَ اٰخِرَهُمُ الَّذِىْ خُتِمُوْا بِهٖ وَبِالْفَارِسِيَّةِ (مہر

پیغمبراں یعنی بدو مہر کردہ شد در نبوت و پیغمبران را بدو ختم کردہ اند) وَقَرَاءَ الْبَاقُوْنَ بِكَسْرِ التَّاءِ اى كان خَاتِمَهُمْ اى فاعل الختم۔ فرماتے ہیں کہ عاصم نے خاتم کو بفتح التاء پڑھا ہے اور خاتم بفتح التاء مہر لگانے کے آلے کا نام ہے۔ یعنی وہ چیز جس سے مہر لگائی جاتی ہے، مثل طابع کی یعنی وہ چیز جس سے چھاپا جاتا ہے۔ اور معنیٰ اس آیت کا یہ ہوا کہ حضور علیہ السلام آخری نبی ہیں۔ جن کے وجود باوجود سے نبیوں پر مہر لگادی گئی۔ اور فارسی میں اس کا ترجمہ یوں ہے کہ حضور علیہ السلام پیغمبروں کی مہر ہیں یعنی آپ کے وجود باوجود سے نبوت میں مہر لگادی گئی ہے اور پیغمبروں کے مہر لگانے والے یعنے فاعل ختم انتہی۔

علامہ ابن جریرؒ اپنی تفسیر ابن جریر ص ۱۱ جز ۲۲ میں اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ وَلٰكِنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَخَاتِمُ النَّبِيّٖنَ۔ الَّذِىْ خَتَمَ النُّبُوَّةَ فَطَبَعَ عَلَيْهَا فَلَا تُفْتَحُ لِاَحَدٍ بَعْدَهٗ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ۔ فرماتے ہیں۔ لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین۔ یعنی وہ ذات بابرکات جس نے نبوت کو ختم کردیا۔ پس نبوت پر مہر لگادی گئی۔ پس نہیں کھولی جائے گی حضور علیہ السلام کے بعد قیامت تک کسی کے لئے۔ انتہیٰ

تفسیر جلالین ص ۳۵۳ میں لکھا ہے۔ وَفِى قِرَاْءَةٍ بِفَتْحِ التَّاءِ كَاٰلَةِ الْخَتْمِ۔ اى به خُتِمُوْا۔ یعنی ایک قرأۃ میں خاتم بفتح التا ہے۔ جیسے مہر لگانے کا آلہ۔ یعنی حضور علیہ السلام کے وجود باوجود سے انبیاءً مہر لگا دیئے گئے۔ علامہ بیضاوی فرماتے ہیں (وخاتم النبیین) و آخرهم الذى ختمهم او ختموا به على قرأة عاصم بالفتح (تفسیر بیضاوی ص ۱۸۲ جلد ۲) فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام آخری نبی ہیں۔ جنہوں نے نبیوں کو ختم کردیا یا خاتم بالفتح عاصم کی قرأت پر یہ کہ آپ کے وجود باوجود سے نبیوں پر مہر لگادی گئی۔ علامہ کاشفی تفسیر حسینی ص ۱۵۵ میں اس آیت کے تحت میں فرماتے ہیں۔ (وخاتم النبیین) و مہر پیغمبراں یعنی بدو مہر کردہ شدہ در نبوت و پیغمبری بر و ختم کردہ اند۔ فرمایا۔ پیغمبروں کی مہر ہیں۔ یعنی آپ کے وجود باوجود سے نبوت میں مہر لگادی گئی ہے اور پیغمبری آپ پر ختم کردی گئی ہے۔

ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ تفسیرات احمدیہ مطبوعہ کریمی پریس بمبئی ص ۶۲۳ میں فرماتے ہیں (وخاتم النبیین) ای لم یُبعث بَعْدَہٗ نبی قط (الی ان قال) والمقصودُ اِنہٗ یُفْهَمُ مِنَ الْاٰیَةِ خُتِمَ النُّبُوَّةُ عَلٰی نبینا علیہ السّلام لِاَنَّ الْخَاتَمَ بفتح التاء عندعاصم وبکسر التاء عِندغیرِہٖ وَعَلَی الْاَوّلِ هُوَ مِنَ الختامِ الَّذِیْ یُختم بِهِ البَابُ وَاِنَّمَا یُطْلَقُ عَلَی النَّبِی لِاَنَّهٗ یُخْتَمُ بِهٖ اَبْوَابُ النبوةِ ویُغْلَقُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ۔ فرماتے ہیں کہ نہیں بھیجا جائے گا آپ کے بعد کوئی نبی مقصود یہ کہ اس آیت سے ہمارے نبی ﷺ پر نبوت کا ختم ہوجانا سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے کہ خاتم بفتح التاء عاصم کے نزدیک ہے اور خاتم بکسر التاء اس کے غیر کے نزدیک ہے اور پہلی صورت میں خاتم بفتح التاء ختام سے ہے جس سے دروازہ پر مہر لگائی جاتی ہے۔ اور یہ لفظ حضور علیہ السلام پر اس لئے بولا گیا ہے کہ آپ کے وجود باوجود سے نبوت کے دروازوں پر مہر لگادی گئی۔ اور قیامت تک کے لئے بند کردیئے گئے۔'' انتہیٰ۔

دیکھئے! مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم کی ان عبارتوں سے معلوم ہو رہا ہے کہ خاتم کا معنیٰ مہر کرنے سے بھی مرزائیوں کا مدعا حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے آکر دروازہ نبوت بند فرمادیا۔ اور اس پر مہر لگادی۔ تاکہ اب یہ دروازہ قیامت تک بند رہے اور کوئی اسے کھول نہ سکے۔ اب میں آپ کو یہ بتاؤں کہ مفسرین کرامؒ نے خاتم کا معنیٰ ''آخر'' بھی لکھا ہے۔ یعنی حضور علیہ السلام آخر النبیین ہیں۔ مرزائی تو مہر کو ہی لئے پھرتے ہیں۔ مگر بے چارے نہیں جانتے کہ مفسرین کرامؒ نے خاتم النبیین بفتح التا کا معنیٰ آخر النبیین بھی لکھا ہے۔ علی ابن الحسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ وَاخْتَلَفَتِ الْقُرَّاءُ فی قرأۃ قولِہٖ وَخَاتَمَ النبیین فقراء ذٰلِکَ قُرَّاء الامصار سوی الحَسَن وَعَاصم بِکَسْرِ التاء من خَاتِمِ النبیّین بمعنٰی خَتَمَ النبیین (الی ان قال) و قراء ذٰلِکَ فیما یذکر الحسن و عاصم خاتم النبیین بفتح التاء بمعنیٰ انّہٗ اٰخر النبیین (تفسیر ابن جریر جز ۲۲ ص ۱۱) فرماتے ہیں اس کی قرأت میں قاریوں نے اختلاف کیا

ہے۔ قراء مصار نے سوا عاصم اور حسن کے بکسر التاء پڑھا ہے۔ یعنی حضور علیہ السلام نے نبیوں کو ختم کردیا ہے۔ اور حسن اور عاصم نے خاتم النبیین کو بفتح التاء پڑھا ہے یعنی آپ آخری ہیں۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ اس آیت کی تفسیر میں نقل فرماتے ہیں۔ عَنْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِی قَوْلِہٖ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النبیین قَالَ اٰخِرُ نَبِیٍّ۔ وَعَنِ الْحَسَنِ فِی قولِہٖ وَخَاتَمَ النبیین قال خَتَمَ اللّٰہُ النبیین بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانَ اٰخِرَ مَنْ بُعِثَ (درمنثور جلد۵ ص۲۰۴)

ترجمہ: حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کی تفسیر میں فرمایا کہ اللہ نے محمد ﷺ کے وجود باوجود سے نبیوں کو ختم کردیا اور آپ آخری نبی تھے۔'' علامہ کاشفیؒ فرماتے ہیں۔ وخاتم بمعنیٰ ''آخر'' نیز ہست۔ یعنی او ہست آخر الانبیاء بنور ظہور چنانچہ اول ایشاں بود ظہور نور (تفسیر حسینی ص ۱۵۵) فرمایا۔ خاتم کا معنیٰ ''آخر'' بھی ہے۔ یعنی حضور علیہ السلام ظہور میں سب نبیوں سے پچھلے ہیں اور خلقت میں سب سے اول ہیں۔'' شیخ زادہ شرح بیضاوی جز ۳ ص ۶۶ مطبوعہ مطبع عثمانیہ میں ہے وَمَنْ قرأ بفتحها اَرَادَ اَنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اٰخر النبیین لَا نبی بعدہٗ حَیْثُ خُتِمُوْا بِہٖ وَتُمِّ بِہٖ بُنْیَانُ النبوۃِ۔

ترجمہ: جس نے خاتم کو بفتح التاء پڑھا ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ حضور علیہ السلام آخر النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ بایں حیثیت کہ حضور علیہ السلام کے وجود باوجود سے نبیوں پر مہر لگادی گئی، اور محل نبوت پورا کردیا گیا۔

اس کے بعد واضح ہو کہ اس آیت کریمہ میں ایک اور قرأت ہے اس قرأت میں تو مرزائیوں کو چون وچرا کرنے کا موقعہ ہی نہیں ملتا۔ اکثر مفسرین کرام علیہم الرحمۃ نے اپنی تفاسیر میں، اس قرأت کو نقل فرمایا ہے چنانچہ علامہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ذُکِرَ اَنَّ ذٰلِکَ فِیْ قراءۃِ عبداللہ ولکن نبیًّا خَتَمَ النَّبِیّٖن (ابن جریر ص ۱۱ جز ۲۲) یعنی یہ آیت حضرت عبداللہ کی قرأت میں (بجائے وَلٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین) کے

ولکن نبیًا ختم النبیین ہے۔علامہ نسفی نے بھی مدارک التنزیل میں اسے نقل فرمایا ہے۔

مرزائیو!اب یہاں تو مہر وغیرہ کا جھگڑا ہی نہ رہا یہاں تو ختم ماضی کے صیغہ سے ہے۔جس کا معنی یہ ہے کہ لیکن وہ نبی ہیں جنہوں نے ختم کردیا نبیوں کو۔بتاؤ اب یہاں کیا کروگے کیا یہاں بھی اپنے من گھڑت اعتراضات جڑوگے؟

☆☆☆☆☆

ترانہ ختم نبوت

حضرت مولٰینا محمد اشرف آصف جلالی

ہمیں ہے جان سے پیارا نشاں ختم نبوت کا
اٹھو گھر گھر میں پہنچا دو بیاں ختم نبوت کا

دیا ختم نبوت پہ رضاؔ کے علم نے پہرہ
بنا جس کا قلم بھی ترجماں ختم نبوت کا

سنو جتنے بھی یہاں ختم نبوت کے ہیں فدائی ہو
رہے یہ قافلہ ہر دم رواں ختم نبوت کا

خداوند مدینے کے چمکتے چاند کا صدقہ
بنا دے اپنے آصف کو حسان ختم نبوت کا

☆☆☆☆☆

تین شبہات کا نفیس ازالہ

اب میں آپ کو بتاؤں کہ آیت مذکورہ میں دو جملے ہیں۔ایک مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِنْ رِّجَالِکُمْ۔دوسرا وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ پہلے جملہ میں اللہ تعالیٰ نے نفی ابوۃ فرمائی ہے کہ حضور ﷺ کسی مرد کے باپ نہیں اور دوسرے جملہ میں خدا تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کا رسول اللہ اور خاتم النبیین ہونا بیان فرمایا ہے۔اب اگر اسے سطحی نظر سے دیکھا جائے تو دونوں جملوں کا آپس میں کسی قسم کا ربط وتعلق معلوم نہیں ہوتا اور سمجھ میں نہیں آتا۔کہ حضور علیہ السلام کے کسی مرد کا باپ نہ ہونا بیان کرکے پھر آپ کا رسول اور خاتم النبیین ہونا کس لئے بتایا گیا ہے۔اور اگر اسے گہری نظروں سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان دو جملوں میں کمال درجہ کا ربط وتعلق پایا جاتا ہے۔اور وہ یوں کہ آیت مذکورہ کا پہلا جملہ سن کر تین شبہات پیدا ہوتے تھے۔حق سبحانہ تعالیٰ نے دوسرے جملہ سے ان شبہات کا قلع قمع فرمایا ہے۔

پہلا شبہ:

پہلا شبہ یہ پیدا ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جب فرمادیا کہ حضور ﷺ کسی مرد کے باپ نہیں تو اب حضور ﷺ کی وہ شفقت امت پر ثابت نہ ہوئی جو باپ کو بیٹے کے ساتھ ہوتی ہے۔حالانکہ لوازمات نبوت سے ایک شفقت علی الامت بھی ہے۔

دوسرا شبہ:

دوسرا شبہ یہ پیدا ہوتا تھا کہ اس میں تائید ہے۔عاص بن وائل کے اس بکواس کی جو اس نے حضور علیہ السلام کی شان میں کیا تھا کہ (نعوذ باللہ) آپ ابتر ہیں۔

تیسرا شبہ:

تیسرا شبہ یہ پیدا ہوتا تھا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ پہلے انبیاء کرام علیہم السلام تو مردوں کے باپ تھے۔ مگر حضور اقدس ﷺ کو کسی مرد کا باپ نہیں بنایا گیا۔ حالانکہ آپ سید الانبیاء ہیں۔

اللہ عزوجل آیت کے دوسرے جملہ سے ان تین شبہات کا ازالہ فرماتا ہے۔

پہلا شبہ تو یوں دور ہوا کہ ہر رسول اپنی امت کے لئے روحانی باپ ہوا کرتا ہے۔ اس آیت کے پہلے جملہ میں ابوۃ جسمانیہ کی نفی فرمائی گئی ہے اور دوسرے جملہ میں ولکن رسول اللہ سے ابوۃ روحانیہ کا اثبات ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ محمد ﷺ کسی مرد کے جسمانی باپ نہیں۔ لیکن اپنی امت کے لئے روحانی باپ ہیں اور روحانی باپ جسمانی باپ سے افضل اور زیادہ شفیق ہوتا ہے۔ اس لئے کہ روح ایک لطیف شے ہے اور جسم کثیف ہے اور لطافت کثافت سے یقیناً افضل ہے۔ لہذا جو شے متعلق بالروح ہے وہ افضل ہے اس شے سے جو متعلق بالجسم ہے۔ یہی وجہ ہے قیامت کے روز بیٹا باپ سے، باپ بیٹے سے بھاگے گا۔ وہاں ابوۃ جسمانیہ ہرگز کام نہ آئے گی۔ تو ابوۃ روحانیہ آقائے نامدار احمد مختار شفیع المذنبین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کام آئے گی۔ ہر کوئی نفسی نفسی پکار رہا ہوگا اور حضور ﷺ امتی امتی فرما رہے ہوں گے!

پھر اللہ عزوجل نے ولکن رسول اللہ کے بعد وخاتم النبیین فرما کر حضور ﷺ کا اپنی امت پر اس سے بھی زیادہ شفیق ہونا ظاہر فرمادیا اور وہ یوں ہے کہ جس نبی کے بعد کوئی دوسرا نبی آنے والا ہو۔ وہ اپنی امت پر اتنا شفیق نہیں ہوتا جتنا وہ نبی اپنی امت پر شفیق ہوتا ہے۔ جس کے بعد کوئی نبی نہ آسکے اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ میرے بعد دوسرا نبی آنے والا ہے اگر مجھ سے کچھ پندونصائح سے بیان کرنا رہ بھی جائے گا تو اسے میرے بعد آنے والا نبی بیان کردے گا۔ مگر وہ نبی جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ اسے یہ خیال ہوگا کہ اس امت کا سوا میرے اور ہے ہی کون۔ اس لئے وہ اپنی امت پر ہر طرح سے زیادہ شفیق ہوگا۔ دیکھئے امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر جلد ۶ ص ۷۸۶ پر اس آیت کے تحت میں فرماتے ہیں۔ ثم انّہ'

تعالیٰ لَمَّا نفی کونہ' ابًا عقبہ' بمایدلُّ علی ثبوت ماھو فی حکم الابوۃ من بعض الوجوہ۔ فقال (ولکن رسول اللہ) فان رسول اللہ کَالْاَبِ لِلْاُمَّۃِ فِی الشَّفْقَۃِ مِنْ جَانِبِہٖ وَفِی التَّعْظِیْمِ مِنْ طرفھم بل اقوی فان النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم وَالْاَبُ لَیْسَ کذالِكَ۔

ترجمہ: فرماتے ہیں پھر اللہ نے جب حضور ﷺ کے باپ ہونے کی نفی فرمائی تو اس کے بعد اس چیز کا ذکر فرمایا۔ جو اس شے پر دلالت کرے جو بعض وجوہ سے ابوۃ کے حکم میں ہے۔ پس فرمایا (ولکن رسول اللہ) اور تحقیق اللہ کا رسول اپنی طرف سے شفقت میں اور لوگوں کی جانب سے تعظیم میں امت کے لئے باپ کی مانند ہے بلکہ باپ سے بھی زیادہ کہ نبی مومنوں کو اپنی جانوں سے بھی زیادہ عزیز ہے اور باپ ایسا نہیں۔" پھر فرمایا۔ ثُمَّ بَیَّنَ مَا یُفِیْدُ زیادۃ الشفقۃ مِنْ جَانِبِہٖ وَالتَّعْظِیْمِ مِنْ جھتھِمْ بقولہ (وخاتم النبیین) وَذٰلِكَ لِاَنَّ النَّبِیَّ الَّذِی یَکُوْنُ بَعْدَہ نبی ان تَرَكَ شیئًا مِنْ نَصِیْحَۃ وَالْبَیَانِ یَسْتَدْرِکُہُ مَنْ یَاتِیَ بَعْدَہ' وَامَامَن لانبی بعدہ یکون اَشْفَقُ عَلٰی امتہ وَاَھْدٰی لَھُمْ وَاَجْدٰی اِذْھُوَ کَوَالِدٍ لِوَلَدِہِ الَّذِی لَیْسَ لَہٗ غَیْرُہٗ مِنْ اَحَدٍ وقولہ (وکان اللہ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا) یعنی عِلْمہ' بِکُلِّ شیءٍ دَخَلَ فِی عِلْمِہٖ، اَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَہ' فرماتے ہیں۔ پھر اللہ نے اپنے قول (وخاتم النبیین) سے اس چیز کا بیان فرمایا۔ جو حضور علیہ السلام کے زیادہ شفیق ہونے اور لوگوں کا زیادہ تعظیم کرنے کا فائدہ دے اور وہ اس لئے کہ جس نبی کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ وہ اپنی امت پر بڑا شفیق اور اپنی امت کے لئے بہت ہدایت اور عطا کرنے والا ہوتا ہے۔ اس لئے کہ وہ اس بیٹے کے باپ کی طرح ہے۔ جس بیٹے کا سوا اس باپ کے اور کوئی نہ ہو اور اللہ کا قول........(وکان اللہ بکل شئ علیما) یعنی اس کا علم ہر شے سے وابستہ ہے اور اس کے علم میں داخل ہے یہ کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔"

دوسرا شبہ:

دوسرا شبہ بھی پہلے شبہ کے ساتھ ہی ساتھ دور ہوگیا۔ اور وہ یوں کہ پہلے جملہ میں ابوۃ جسمانی کی نفی ہے اور دوسرے جملہ میں (ولکن رسول اللہ) سے حضور ﷺ کا اپنی ساری

امت کا روحانی باپ ہونا ثابت ہو رہا ہے۔ لہٰذا ساری امت آپ کی روحانی اولاد ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے (وخاتم النبیین) فرما کر حضور ﷺ کی روحانی اولاد کی اکثریت بیان فرما دی۔ اور وہ ایسے کہ حضور ﷺ کے بعد جب کوئی دوسرا نبی نہیں تو قیامت تک کے لئے آپ ہی نبی ہوئے۔

لہٰذا قیامت تک جو بھی پیدا ہوگا۔ وہ آپ ہی کا امتی ہوگا۔ اسی لئے حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ انا اکثر الانبیاء تبعًا یوم القیمۃ (مشکوٰۃ) بایں طور حضور علیہ السلام کی روحانی اولاد کی اکثریت ثابت ہوئی اور کفار کی اس بکواس کی کہ (نعوذ باللہ) آپ ابتر ہیں۔ تردید ہوگئی۔

تیسرا شبہ:

تیسرا شبہ یوں رفع ہوا کہ پہلے جملہ میں ابوۃ جسمانیہ کی نفی فرمائی گئی اور دوسرے جملہ میں بتایا گیا ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ گویا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ محمد ﷺ کسی مرد کے باپ اس لئے نہیں کہ وہ خاتم النبیین ہیں۔ برخلاف انبیاء سابقہ کے کہ ان میں سے کوئی خاتم النبیین نہ تھا۔ اگر آپ کو کسی مرد کا باپ بنایا جاتا اور وہ نبی نہ ہوتا تو کہا جاتا کہ نبی کا بیٹا نبی نہ ہوا۔ اور نبی بھی وہ نبی جو سید الانبیاء ہیں۔ حالانکہ پہلے نبیوں کے بیٹے نبی ہوتے آئے۔ اگر وہ نبی ہوتا تو آپ کے خاتم النبیین ہونے میں فرق آتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو کسی مرد کا باپ بنایا ہی نہیں اور اسی لئے حضور ﷺ کے صاحبزادوں کو بچپن میں ہی عالم فانی سے بلا لیا۔ اور انہیں مبلغ رجال تک پہنچنے ہی نہ دیا۔ تفسیر جلالین ص ۳۵۳ پر اس آیت کے تحت لکھا ہے۔

فلایکون له ابن رجل بعده یکون نبیًا

کہ آپ کا کوئی ایسا بیٹا جو مبلغ رجال تک پہنچ چکا ہو نہ ہوا۔

جو آپ ﷺ کے بعد نبی ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ جو عالم قرآن ہیں اور جن کے حق میں اللہ کے رسول نے اللہ سے دعا فرمائی۔ جسے خود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہے کہ۔

ضَمَّنِی النبیُّ صلی اللّٰہ علیه وسلم الیه وقال اللّٰهم عَلِّمْهُ الکِتَابَ (بخاری)

کہ حضور علیہ السلام نے مجھے اپنے ساتھ لگا کر دعا فرمائی کہ اے اللہ اسے قرآن سکھلا دے۔"

یہی ابن عباس فرماتے ہیں:

یُرِیْدُ لَوْلَمْ اَخْتَمْ بِهٖ النَّبِیِّیْنَ لَجَعَلْتُ لَهٗ اِبْنًا یَکُوْنُ بَعْدَهٗ نَبِیًّا وَعَنْهُ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَّا حَکَمَ اَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ لَمْ یُعْطِهٖ وَلَدًا ذَکَرًا یَصِیْرُ رَجُلًا۔

(تفسیر خازن جلد ۳ ص ۴۷۰ و تفسیرات احمدیہ برحاشیہ ص ۶۲۳)

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ اللہ اس آیت میں یہ ارادہ فرماتا ہے کہ اگر میں حضور ﷺ کے وجود باوجود سے سلسلہ نبوت ختم نہ کرتا۔ تو آپ کو بیٹا دیتا۔ جو آپ کے بعد نبی ہوتا اور جب اللہ نے یہ فرمادیا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس لئے آپ کو ایسا بیٹا ہی نہیں دیا جو مبلغ رجال تک پہنچ جاتا۔

علامہ اسمٰعیل حقی روح البیان جلد ۷ ص ۱۷۹ میں بحوالہ مفردات فرماتے ہیں:

فَلَوْ کَانَ لَهٗ اِبْنٌ بَالِغٌ لَکَانَ نَبِیًّا۔ وَلَمْ یَکُنْ هُوَ عَلَیْهِ السَّلَامُ خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ کَمَا یُرْوٰی اَنَّهٗ قَالَ فِیْ اِبْنِهٖ اِبْرٰهِیْمَ (لَوْعَاش[1] لَکَانَ نَبِیًّا) وَذٰلِكَ لِاَنَّ اَوْلَادَالرُّسُلِ کَانُوْا یَرِثُوْنَ النُّبُوَّۃَ قَبْلَهٗ مِنْ اٰبَاءِهِمْ وَکَانَ ذٰلِكَ مِنْ اِمْتِنَانِ اللّٰهِ عَلَیْهِمْ فَکَانَتْ عُلَمَاءُ اُمَّتِهٖ وَرَثَتَهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ مِنْ جِهَةِ الْوِلَایَةِ وَالْقَطع اِرْثُ النُّبُوَّۃِ بِخَتْمِیَّتِهٖ۔

ترجمہ: فرمایا۔ اگر حضور ﷺ کا بیٹا جو حد بلوغ تک پہنچ چکا ہوتا۔ تو وہ نبی ہوتا تو پھر حضور ﷺ خاتم النبیین نہ ٹھہرتے۔ جیسے کہ حضور علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم کے حق میں فرمایا۔ اگر وہ زندہ رہتے تو نبی ہوتے اور یہ اس لئے فرمایا کہ حضور علیہ السلام سے پہلے رسولوں کی اولاد کو اپنے باپ سے نبوت وراثت میں ملتی تھی اور یہ ان پر اللہ کا احسان تھا۔ اور اب حضور علیہ السلام کے خاتم النبیین ہونے کی وجہ سے وراثت نبوت تو منقطع ہو چکی ہاں حضور ﷺ کی امت کے علماء وارث ولایت ہیں۔"

[1] یہ حدیث صحیح نہیں اس کا بیان آگے (سولھویں دلیل کے رد میں) آئے گا۔ ۱۲ منہ

احادیث ختم نبوت

(احادیث شریفہ جن میں ختم نبوت کا بیان ہے)

اب میں ناظرین کی خدمت میں چند احادیث پیش کرتا ہوں۔ جن میں آقائے نامدار احمد مختار علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمارہے ہیں کہ نبوت مجھ پر ختم ہو چکی۔ اب میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں۔

(۱) پہلی حدیث

مسلم شریف کتاب الفضائل میں ہے۔ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ راوی کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ لِیْ اَسْمَاءً اَنَا مُحَمَّدٌ اَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِی الَّذِیْ یَمْحُو اللّٰہُ بِیَ الْکُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی قَدَمِیْ وَاَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ۔ (صحیح مسلم شریف جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۲۶۱)

ترجمہ: فرمایا: میرے لئے متعدد نام ہیں۔ میں محمد ہوں۔ میں احمد ہوں۔ میں ماحی ہوں کہ اللہ مجھ سے کفر مٹاتا ہے۔ میں حاشر ہوں کہ بروز قیامت لوگوں کا حشر میرے قدموں پر ہوگا۔ اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہوتا ہے۔ جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ انتہیٰ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود عاقب کی تفسیر فرمادی کہ عاقب وہ ہے۔ جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ علامہ نوویؒ اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

اَمَّا الْعَاقِبُ فَفَسَّرَہٗ فِی الْحَدِیْثِ بِاَنَّہٗ لَیْسَ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ اَیْ جَاءَ عَقَبَھُمْ۔

ترجمہ: یعنی عاقب کی حضور علیہ السلام نے حدیث میں خود تفسیر فرمادی کہ عاقب اسے کہتے ہیں جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ یعنی حضور علیہ السلام سب سے پیچھے تشریف لائے۔"

شیخ سلیمان جمل شافعی محشی جلالینؒ عاقب کا معنیٰ کرتے ہیں (العاقب) وَمَعْنَاہُ الْاٰتِیْ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ فَلَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ (جواہر البحار ج ۱ ص ۷۳۰)

یعنی عاقب وہ ہے۔ جو سب نبیوں کے بعد آوے۔ پس حضور علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس لئے کہ عاقب بمعنی آخر ہے۔

یہ حدیث مشکوٰۃ شریف میں بھی ہے۔ اس کی شرح لمعات میں لکھا ہے کہ عاقب آخر الانبیاء کے معنی میں ہے۔ منتہی الارب والے بھی عاقب کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَمِنْہُ قَوْلُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا الْعَاقِبُ یَعْنِیْ اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ۔

"اسی سے ہے حضور علیہ السلام کا ارشاد کہ میں عاقب ہوں۔ یعنی سب نبیوں سے پچھلا ہوں۔"

شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۴۷ پر فرماتے ہیں۔ "عاقب پس آئندہ یعنی خاتم الانبیاء"

اشعۃ اللمعات میں بھی اس کا معنیٰ یہی لکھا ہے۔ دیکھئے (ص ۵۷ ج ۳)

(۲) دوسری حدیث

مسلم شریف کتاب الفضائل میں ہے۔ ابوموسے اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

"اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَحْمَدُ وَالْمُقَفِّیْ وَالْحَاشِرُ وَنَبِیُّ التَّوْبَةِ وَنَبِیُّ الرَّحْمَةِ"

فرمایا: میں محمد ہوں۔ احمد ہوں۔ آخری نبی ہوں حاشر ہوں۔ توبہ کا نبی اور رحمت کا نبی ہوں۔ (مسلم شریف ج ۲ ص ۲۶۱)

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

اَمَّا الْمُقَفِّیْ فَقَالَ شَمِرٌ ھُوَ بِمَعْنَی الْعَاقِبِ۔ یعنی مقفی عاقب کے معنیٰ ہیں۔

شیخ عبدالرؤف مناوی شرح کبیر میں مقفی کا معنیٰ لکھتے ہیں۔

(المقفی) بِشِدَّةِ الْفَاءِ وَکَسْرِھَا لِاَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَاءَ عَقَبَ الْاَنْبِیَاءِ وَفِیْ قَفَاھُمْ (نقلہ النبہانی رحمۃ اللہ علیہ فی جواہر البحار ج ۱ ص ۵۲۱) فرمایا کہ حضور علیہ السلام مقفی ہیں۔ اس لئے کہ آپ سب نبیوں کے بعد اور پیچھے تشریف لائے۔"

علامہ ملا علی قاریؒ بھی مقفی کا معنیٰ آخر الانبیاء لکھتے ہیں (دیکھو مرقاۃ ص ۳۷۶ جلد

۵) اشعۃ اللمعات ص ۵۰۴۔ جلد ۴ پر بھی مقفّی کا معنیٰ آخر انبیا و خاتم ایشاں لکھا ہے۔ علامہ قسطلانی بھی مقفّی کا معنیٰ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ وَکَانَ خَاتِمَھُمْ وَاٰخِرَھُمْ (مواہب لدنیہ ج ۱ صفحہ ۱۸۸) یعنی حضور علیہ السلام نبیوں کو ختم کرنے والے اور آخر انبیاء ہیں۔

(۳) تیسری حدیث

مسلم شریف اور مشکوٰۃ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

فُضِّلْتُ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ اُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمِ وَجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا وَاُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ۔

ترجمہ: فرمایا مجھے نبیوں پر چھ چیزوں سے فضیلت دی گئی ہے۔ میں کلمات جامعہ دیا گیا ہوں۔ رعب کے ساتھ منصور ہوں۔ مال غنیمت میرے لئے حلال کیا گیا۔ تمام روئے زمین میرے لئے مسجد اور پاک کرنے والی کردی گئی۔ اور میں تمام جہان کے لئے رسول بنایا گیا اور میرے وجود باوجود سے نبیوں کو ختم کر دیا گیا۔

(مشکوٰۃ کتاب الفتن ص ۵۱۲ مسلم شریف ص ۱۹۹ ج ۱)

حضرت ملا علی قاریؒ مرقاۃ میں اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔ ای وجودہم فلا یحدث بعدی نبی۔ یعنی سب لکھتے ہیں۔ ای وجودہم فلا یحدث بعدی نبی۔ یعنی سب نبیوں کے وجود کو ختم کر دیا گیا۔ اب بعد میں کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔

(۴) چوتھی حدیث

ترمذی و بخاری اور مسلم نیز مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

مَثَلِي وَمَثَلُ الانبياء كَمَثَلِ قَصْرٍ اُحْسِنَ بُنْيَانُه' تُرِكَ مِنْهُ مَوْضِع لبنةٍ فَطَافَ بِهِ النُّظَّارُ يَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ حُسْنِ بُنْيَانِهِ اِلَّا مَوْضِعَ تِلْكَ اللَّبِنَةِ فَكُنْتُ اَنَا سَدَدْتُ مَوْضع اللبنةِ خُتِمَ بِي البيان وَخُتِمَ بِي الرّسل وَفِي رِوَايَةٍ فَاَنَا

اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتِمُ النبيين

(متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۵۱۱ مسلم شریف ج ۲ ص ۲۴۸ بخاری شریف ص ۵۱۰، ترمذی شریف ج ۲ ص ۱۰۹)

ترجمہ: ''یعنی میری مثال اور نبیوں کی مثال اس محل کی سی ہے۔ جس کی تعمیر بہت اچھی کی گئی ہو۔ اور ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہو۔ دیکھنے والے اس کے اردگرد پھرتے ہیں اور خوبیٔ تعمیر سے متعجب ہوتے ہیں۔ مگر اس ایک اینٹ کی خالی جگہ سے۔ پس میں نے آکر وہ خالی جگہ بند کر دی۔ یہ محل مجھ سے پورا کیا گیا اور رسولوں کو مجھ سے ختم کیا گیا۔ میں عمارت نبوت کی وہ پچھلی اینٹ ہوں اور میں نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں۔''

(۵) پانچویں حدیث

بخاری شریف اور مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث شفاعت میں مروی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو کہیں گے کہ آج محمد ﷺ کی طرف جاؤ۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔ پھر لوگ میرے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے یَا مُحَمَّدُ اَنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَخَاتِمُ الْاَنْبِيَاء. (اے محمد ﷺ آپ اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں)

(بخاری شریف مسلم ج ۱ ص ۱۱۱)

(۶) چھٹی حدیث

بخاری شریف اور مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

كَانَتْ بَنُوْا اِسْرَائِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِيَاء كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَه' نَبِيٌّ وَاَنَّه' لَانَبِيَّ بَعْدِيْ (بخاری شریف جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۴۹۱ و مسلم شریف ص ۱۲۶ کتاب الامارۃ)

''فرمایا بنی اسرائیل کے انبیاء سیاست فرماتے تھے۔ جب ایک نبی تشریف لے جاتے تو دوسرا ان کے بعد آجاتا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

(۷) ساتویں حدیث

مشکوٰۃ شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِیْنَ وَلَا فَخرَ وَاَنَا خَاتِمُ النبیین وَلَا فَخرَ وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَّمُشَفَّعٍ وَلَافَخرَ۔

میں پیشوا ہوں رسولوں کا اور اس میں کوئی فخر نہیں۔ میں ختم کرنے والا ہوں نبیوں کا اور اس میں کوئی فخر نہیں۔ میں پہلا شفاعت کرنے والا ہوں۔ اور پہلا شفاعت مانا گیا۔ اور اس میں کوئی فخر نہیں۔ انتھیٰ۔ اسے دارمی نے بھی روایت کیا ہے۔ (مشکوٰۃ کتاب الفتن ص ۵۱۴)

(۸) آٹھویں حدیث

عرباض ابن ساریہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی کہ آپ نے فرمایا:

اِنِّی عِنْدَاللّٰہِ مَکْتُوْبٌ خَاتِمُ النبیین وَاِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِی طِیْنَتِہٖ

ترجمہ: بیشک میں اللہ کے ہاں اسوقت بھی نبیوں کا "ختم کرنے والا" لکھا ہوا تھا۔ جس وقت کہ آدم ابھی اپنی مٹی ہی میں تھے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۳)

(۹) نانویں حدیث

ابی امامۃ باہلی رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام سے راوی کہ آپ نے فرمایا:

وَاَنَا اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَاَنْتُمْ اٰخِرُ الْاُمَمِ اور میں سب نبیوں کا پچھلا نبی اور تم سب امتوں سے پچھلی امت ہو۔"

اسے ابن ماجہ نے اپنے سنن میں باب فتنۃ الدجال میں ص ۳۰۷ پر روایت کیا۔

(۱۰) دسویں حدیث

عَنْ سَعْدِ ابْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔"

سعد ابن ابی وقاص فرماتے ہیں: کہ

"حضور علیہ السلام نے فرمایا (حضرت علی رضی اللہ عنہ کو) تجھے مجھ سے ایسی نسبت ہے جیسے ہارون کو موسیٰ سے۔ (علیہما السلام) مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

(مسلم شریف ج ۲ ص ۲۷۸ بخاری ج ۲ ص ۶۳۳ واللفظ للمسلم)

اس حدیث میں ذرا سے تامل کے ساتھ واضح ہو جاتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے نبی غیر تشریعی کے بھی ختم ہو جانے کی اطلاع دے دی۔ اور وہ یوں کہ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور ہارون علیہ السلام نبی تشریعی نہ تھے بلکہ غیر تشریعی تھے۔ تو معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نبی غیر تشریعی ہونے کی بھی حضور علیہ السلام نے نفی فرماتے ہوئے فرمایا کہ لَانبی بعدی۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ نہ تشریعی، اور نہ ایسا جیسے ہارون علیہ السلام تھے یعنی غیر تشریعی۔

مرزائیوں کا یہ کہنا کہ لَانبی بعدی میں لانفی کمال کے لئے ہے۔ یعنی حضور علیہ السلام کے بعد کوئی کامل نبی نہیں۔ سراسر ایک لغو خیال ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ تم لوگ جو لانبی بعدی میں خبر لا کامل[1] نکالتے ہو۔ کس دلیل سے نکالتے ہو کیا لا کی خبر ہمیشہ کامل ہی آیا کرتی ہے؟ اگر کہو کہ ہاں تو دلیل؟ اگر نہیں تو حماقت کا اقرار کرو۔ ہم مانتے ہیں کہ لا کی خبر کامل آسکتی ہے۔ مگر نہ یہ کہ ہر جگہ بلکہ موقعہ بموقعہ۔ جہاں بغیر اس کے نکالے ہوئے کلام صحیح نہ ہو سکے۔ مثلاً حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے: لَاصَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ (سورۃ مزمل آیت نمبر ۲۰) اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ تمہیں قرآن سے جو کچھ آسان ہو پڑھو اور حضور علیہ السلام یہ فرماتے ہیں کہ اس کی نماز نہیں جو سورہ فاتحہ نہ پڑھے۔ قرآن کا تو یہ منشا ہے کہ جو جگہ آسان نظر آئے اسے پڑھ لو۔ چاہے سورہ فاتحہ ہو یا کوئی اور سورت۔ مگر حدیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سورہ فاتحہ ہی پڑھو اب یہاں قرآن وحدیث میں تطبیق دینے کے لئے ہم لاصلوٰۃ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ۔ میں خبر لا کاملۃ نکالیں گے۔

لفظ لا (نفی جنس) کی بحث:

الاصلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب۔ جو سورۃ فاتحہ نہ پڑھے۔ اس کی نماز کامل نہیں۔ البتہ ہو جائے گی۔ یوں قرآن وحدیث میں تطبیق ہو جائے گی۔ مگر یہاں خبر لا کاملۃ جو نکالی گئی۔

۱ دیکھیے ص ۴۸ پر

صرف اس لئے کہ قرآن میں اور اس حدیث میں تطبیق ہو جائے اور قرآن و حدیث دونوں پر عمل کر لیا جائے اور جہاں کسی قسم کی ضرورت نہ ہو۔ وہاں خبر لا کاملٌ نکالنا جہالت کا بین ثبوت ہے۔ اس لئے کہ خبر لاجب محذوف ہو تو اس کی خبر امور عامہ سے ہوا کرتی ہے۔ ذرا نحو کی مشہور کتاب شرح جامی کھولو۔ اور بحث لانفی جنس نکالو اور پڑھو کہ اس میں لکھا ہے۔ وَيُحْذَفُ خبرلا هٰذِهٖ حذفًا كَثِيْرًا اِذَاكَانَ الْخَبْرُ عَامًّا كَا الْوُجُوْدِ وَ الْحَاصِلِ (شرح جامی مطبوعہ مطبع قیومی ص ۸۷)

یعنی لانفی جنس کی خبر بہت حذف کی جاتی ہے۔ جب کہ وہ خبر امور عامہ میں سے ہو۔ جیسے موجود و حاصل۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جہاں بھی کہیں لانفی جنس کی خبر محذوف ہو۔ وہ امور عامہ میں سے ہوگی۔ جیسے موجود حاصل ثابت و کائن ہاں اگر قرینہ ہو اس امر کا کہ یہاں خبر لا امور عامہ میں سے نہیں ہو سکتی۔ تو وہاں ہم ان امور کے سوا کوئی دوسری خبر نکال سکتے ہیں۔ جیسے کہ لا صلوة کاملة گذر چکا۔ کہ وہاں قرینہ آیت فاقراء وا ماتیسر من القران ہے۔ اور جہاں کوئی قرینہ نہ ہو وہاں لا کی خبر امور عامہ سے ہوگی جیسے کہ شرح جامی والے نے بھی لکھا ہے......... کہ کلمہ طیبہ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰه میں بھی یہی لا ہے۔ یہاں اس کی خبر موجود ہے یعنی لَآاِلٰه موجودٌ اِلَّا اللّٰه (مرزائیو! کیا تم یہاں بھی لا کی خبر کامل ہی نکالو گے کہ لَآاِلٰهَ كَامِلٌ اِلَّا اللّٰه اگر یونہی ہے تو معلوم ہوا کہ تمہارے بہت سے خدا ہیں۔ ایک تو کامل ہے۔ اور سب ناقص ہیں۔ مگر اس کامل خدا کے سوا اوروں کو بھی اپنا معبود جانتے ہو۔ اس لئے کہ یہاں نفی[2] کمال ہے۔ یعنی اللہ کے سوا کوئی کامل معبود نہیں ہاں ناقص ہیں، اور وجود کی نفی سے نفی شے ہو جاتی ہے۔ جیسے کہ کہا جائے لَا رَجُلَ فِي الدَّار. اور خبر اس کی موجود نکالی جائے۔ یعنی لَا رَجُلَ مَوْجُوْدٌ فی الدار کوئی مرد حویلی میں موجود نہیں تو یہاں نفی اگر چہ وجود کی ہے۔ مگر اس کی نفی سے نفی رجل یقیناً ہو رہی ہے۔ شرح جامی ص

بقیہ نوٹ ص ۲۷ [1] لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب میں لفظ صلوٰۃ صیغہ نفی میں آنے کے باعث عام ہے اور عام محتمل تخصیص ہوتا ہے۔ لہٰذا قرآن مجید کی آیت ہے اذا قری القران فاستمعوا لا ب سے صلوٰۃ مقتدی مخصوص ہے اور حدیث مذکور امام ومنفرد و مسبوق وغیرہ کے لئے ہے ۱۲ بشیر [2] حاشیہ صفحہ نمبر ۳۰ پر ملاحظہ فرمائیں۔

۸۶ حاشیہ ص ۶ پر لکھا ہے۔

لارجل بتقدیر لا رجل موجود لنفی نفس الرجل لا لنفی صفتهٖ والوجود ان كان صفته لكن اذانفى عن الشيى يقال نفى الشى ولا يقال نفى صِفَتَه الشى اذانفى الشى ليس الا نفى وجوده فِفِى الصفة صاربمعنى نفى غير الوجود فكما يكون لنفى صفة الجنس يكون لنفى الجنس الخ

یعنی لارجل بتقدیر لارجل موجود میں نفی ذات رجل کی ہے نہ یہ کہ اس کی صفت کی اور وجود اگر چہ اس کی صفت ہے لیکن جب کسی شے سے وجود کی نفی کی جائے تو کہا جاتا ہے کہ اس شے کی نفی کی گئی۔ یہ نہیں کہا جاتا کہ صفت شئے کی نفی کی گئی۔ اس لئے کہ نفی شئے نفی وجود شے ہی ہوا کرتی ہے اور نفی صفت شے میں نفی غیر الوجود ہوتی ہے۔ پس لا جیسے نفی صفت جنس کے لئے ہے ایسے ہی نفی ذات جنس کیلئے ہے۔ انتہیٰ

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جہاں خبر لا موجود ہوگی۔ وہاں اس شے کی ذات کی نفی ہوگی۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ لانفی صفت کے لئے ہی نہیں آتا۔ بلکہ یہ نفی ذات جنس کے لئے بھی آتا ہے۔ مرزائیوں کا نفی کمال کو لئے پھرنا جہالت کی نشانی ہے۔

اس کے بعد اب ہم حضور علیہ السلام کے ارشاد لا نبی بعدی میں غور کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ یہاں خبر لا محذوف ہے اور شرح جامی کی عبارت بتا چکی ہے کہ جہاں لا کی خبر محذوف ہو۔ وہاں اس کی خبر امور عامہ میں سے ہوتی ہے۔ لہٰذا ہم لا نبی بعدی میں خبر موجود نکالیں گے۔ کہ لا نبی موجود بعدی اور شرح جامی کے حاشیہ سے یہ پتہ چلا۔ کہ نفی وجود مستلزم نفی شے ہے۔ تو اب حدیث کا مطلب صاف ہے۔ کہ حضور علیہ السلام کے اس فرمان

[1] ہاں مرزائیو! جیسے لانبی بعدی میں کامل خبر نکال کر مرزا جی کو نبی بنا لیا ہے۔ ایسے ہی لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰه میں اعلان کر دو کہ خبر لا کامل ہے۔ یعنی معبود کامل اللہ کے سوا کوئی نہیں البتہ معبود ناقص ہے۔ لہذا ہمارے مرزا صاحب ہمارے معبود اور خدا ہیں۔ یعنی ظلی خدا اور بروزی خدا اور تم تو اعلان کرتے ہی رہو گے۔ مرزا جی اپنی خدائی کا اعلان کر بھی چکے بلکہ اللہ کے دو تو فرزند ارجمند بھی نعوذ باللہ بن چکے۔ کیا تمہیں مرزا کے ان دعاوی کی طرف خیال نہیں۔ (بشیر)

کا یہ معنی ہے کہ میرے بعد کسی نبی کا وجود ہی نہیں۔ نبوت قیامت تک کے لئے مسدود ہے۔ کوئی نبی میرے بعد پیدا نہ ہوگا۔ ہاں مرزائیوں کے پاس اگر کوئی ایسا قرینہ موجود ہے۔ جو یہاں موجود خبر نکالنے سے روکے اور کامل نکالنے کا مقتضی ہو۔ اگر کوئی ایسی آیت ہو۔ جو اس حدیث سے ٹکرائے اور اس مجبوری سے تطبیق کے لئے خبر لا کامل نکالنی پڑ جائے تو پیش کریں کہ اللہ تو فرماتا ہے کہ حضور علیہ السلام کے بعد نبی آتے رہیں گے اور حضور علیہ السلام کا فرمان اس آیت سے ٹکراتا ہے لہذا تطبیق کے لئے لا نبی بعدی میں خبر کامل نکالنی پڑے گی۔ مگر مرزائیو! تم ایسی آیت اور ایسا قرینہ کیسے دکھا سکتے ہو؟ جب کہ قرآن خود فرمارہا ہو۔ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین یعنے دنیا کو علے الاعلان سنا رہا ہو کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا نبی نہیں ہے اور جبکہ حضور علیہ السلام خود فرمارہے ہوں۔ كَانَتْ بَنُوْا اِسْرَائِيلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِيَاءَ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَه' نَبِيٌّ وَاَنَّه' لَا نَبِيَّ بَعْدِي۔

(مسلم شریف کتاب الامارۃ عن ابی ہریرہ)

ترجمہ: بنی اسرائیل کی سیاست انبیاء فرماتے تھے جب ایک نبی تشریف لے جاتے۔ تو دوسرا ان کے بعد آجاتا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں اور ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل کی طرف جو انبیاء حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین پر اور ان کی شریعت کے متبع آتے رہے۔ وہ غیر تشریعی تھے اور حضور علیہ السلام نے انہیں کا ذکر فرما کر فرمایا۔ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ یہ آپ کا فرمان زبردست موید ہے اس امر کا کہ لا نبی کی خبر موجود ہو اور جبکہ حضور علیہ السلام نے صاف فرما دیا ہو اِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِيْ وَلَا نَبِيَّ۔ (ترمذی ج ۲ ص ۵۱)

ترجمہ: ''بیشک رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ کوئی نبی ہے۔ انتہیٰ۔

ذرا غور تو کرو کہ حضور علیہ السلام رسالت اور نبوت دونوں کا نام لے کر ارشاد فرمارہے ہیں کہ میرے بعد نہ کوئی رسول (یعنی نبی تشریعی) ہے اور نہ کوئی نبی (یعنی نبی غیر تشریعی) ہے تو کیا یہاں بھی ولا نبی میں خبر لا کامل نکالو گے۔ جبکہ حضور علیہ السلام نے فلا رسول بھی پہلے فرما دیا ہے۔ فتدبروا

ایک تحریف

ایک تحریف فرقہ مرزائیہ کی یہ ہے کہ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ میں نبیین کو تشریعی نبیوں پر محمول کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ نبیین سے مراد خاص نبی ہیں۔ نبی وہ نبی مراد ہیں جو تشریعی ہیں۔ مگر یہ کہنا بھی ان کا بے دلیل اور منگھڑت قول ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ مرزاجی کی خود ساختہ نبوت پر یہ لوگ جتنے دلائل پیش کرتے ہیں۔ وہ سب کے سب اس قسم کے ہوتے ہیں۔ کہ جن کی اصل نہ قرآن میں ملے نہ احادیث شریفہ اور نہ کسی تفسیر اور کتب سلف میں ملے۔ سب کے سب ان کے خود ایجاد کردہ اور تار عنکبوت سے زیادہ وقعت نہ رکھنے والے ہوتے ہیں۔ اب یہی دیکھئے کہ خاتم النبیین میں محض مرزاجی کی نبوت ثابت کرنے کے لئے یہ تحریف کی جاتی ہے کہ نبیین سے خاص انبیاء یعنی نبی تشریعی مراد ہیں۔ اب ان بھلے مانسوں سے کوئی پوچھے کہ اجی تم جو نبیین کو مخصوص کر رہے ہو کیا تمہارے پاس کوئی مخصص ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے کہیں دوسری آیت میں یہ فرمایا ہے۔ یا کسی حدیث میں آیا ہے۔ یا کسی مفسر نے یہ بتایا ہے یا کسی سلف کی کتاب میں پایا جاتا ہے یا ویسے ہی اڑایا ہے۔

حضرات ناظرین! یہ آپ کو ہرگز ہرگز اس مردود قول کی اصل کسی کتاب سے نہ دکھا سکیں گے۔ اللہ عزوجل کا اگر یہی مقصود ہوتا کہ حضور علیہ السلام ان انبیاء کے خاتم ہیں جو تشریعی نبی ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ یوں فرماتا۔ ولکن رسول اللہ وخاتم المرسلین۔ اس لئے کہ رسول خاص ہے اور نبی عام رسول صرف تشریعی نبی کو کہتے ہیں اور نبی کا اطلاق تشریعی نبی اور غیر تشریعی نبی دونوں پر آتا ہے۔ اور جب حضور علیہ السلام کا ان نبیوں کا خاتم ہونا بیان کرنا مقصود تھا۔ جو تشریعی ہیں تو پھر خاتم المرسلین ہی کہنا موزوں تھا۔

دیگر ولکن رسول اللہ میں اللہ کا لفظ رسول فرمانا اور بعد اس کے رسول سے عدول فرما کر وخاتم النبیین میں لفظ نبی کا لانا۔ اس امر کی بین دلیل ہے۔ کہ اللہ نے اس آیت میں ہمیں یہی بتایا ہے کہ آپ ہر قسم کے نبی کے خاتم ہیں۔ چنانچہ حضور علیہ السلام ایک حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں:

اَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِیْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَلَا فَخْرَ (کمامر)

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۱۴)

ترجمہ: ''میں پیشوا ہوں رسولوں کا اور اس میں کوئی فخر نہیں۔ اور میں ختم کرنے والا ہوں نبیوں کا اور اس میں کوئی فخر نہیں۔''

اس حدیث میں بھی نظر عمیق سے پتہ چلتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمادیا کہ میں ہر قسم کے نبی کا خاتم ہوں۔ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے جملہ میں فرمایا۔ اَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِیْنَ. یہاں تو حضور علیہ السلام نے مرسلین فرمایا جو خاص ہے نبیین سے اور دوسرے جملہ میں فرمایا۔ انا خاتم النبیین اور یہاں آپ نے نبیین فرمایا جو عام ہے مرسلین سے اور یہ ترتیب حضور علیہ السلام نے کیوں اختیار فرمائی؟ اس کا جواب حضرت ملا علی قاریؒ سے سنیئے! آپ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

عَدَلَ عَنِ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَی النَّبِیِّیْنَ لِاَنَّھُمْ اَعَمُّ فَتَکُوْنُ نِسْبَۃُ الْخَاتِمِیَّۃِ اَتَمَّ (مرقاۃ ج ۵ ص ۳۷۰)

ترجمہ: حضور علیہ السلام نے مرسلین سے عدول فرما کر نبیین فرمایا۔ اس لئے کہ نبیین عام ہے۔ پس خاتمیت کی نسبت ہر قسم کے نبی کی طرف ہوگئی۔

چونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا۔ کہ میرے بعد دجال آنے والے ہیں۔ جو طرح طرح کی تاویلیں کر کے نبی بننا چاہیں گے لہٰذا حضور علیہ السلام نے بجائے مرسلین کے جو پہلے جملہ میں فرمایا دوسرے جملہ میں نبیین فرمایا۔ تاکہ نبیین کے عموم سے ہر قسم کی نبوت کا اختتام ظاہر ہو جائے۔ حضرت علامہ اسمٰعیل حقیؒ نے تو اس امر کو بالکل واضح فرما دیا

ہے۔ انہوں نے مسلم شریف کی ایک حدیث (جو گذر بھی چکی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں) نقل فرمائی ہے۔ کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

فُضِّلْتُ عَلَی الْاَنْبِیَآءِ بِسِتٍّ اُعْطِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَھُوْرًا وَاُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً وَخُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ۔

ترجمہ: یعنی حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

''میں کلمات جامعہ دیا گیا ہوں۔ میں رعب کے ساتھ منصور ہوں۔ میرے لئے مال غنیمت حلال کیا گیا۔ اور میرے لئے تمام روئے زمین مسجد اور پاک کردینے والی کردی گئی اور میں تمام جہان کے لئے رسول بنایا گیا۔ اور میرے وجود باوجود سے نبیوں کو ختم کردیا گیا۔''

علامہ اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہوئے ختم بی النبیون کی شرح میں فرماتے ہیں۔

ای فَلَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ لَا مُشَرِّعًا وَّلَا مُتَابِعًا (روح البیان ص ۲۹۵ ج ۷)

کہ پس کوئی نبی نہیں آپ کے بعد نہ تشریعی اور نہ غیر تشریعی'' فصوص اور اس کی شرح (جو مولانا جامی رحمہ اللہ نے کی ہے) میں ہے:

لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ مُشَرِّعًا اور مُشَرَّعًا لَہٗ وَالْاَوَّلُ ھُوَ الْاٰتِیْ بِالْاَحْکَامِ الشَّرْعِیَّۃِ مِنْ غَیْرِ مُتَابَعَۃِ نَبِیٍّ اٰخَرَ قَبْلَہٗ کَمُوْسٰی وَعِیْسٰی وَمُحَمَّدٍ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ وَالثَّانِیْ ھُوَ الْمُتَّبِعُ لِمَا شَرَعَہٗ لَہُ النَّبِیُّ الْمُقَدَّمُ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ۔

(روح البیان ص ۱۸۸ ج ۷)

ترجمہ: حضور علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں تشریعی اور نہ غیر تشریعی۔ تشریعی نبی تو وہ ہے جو

بغیر کسی پہلے نبی کے اتباع کے احکام شرعیہ لائے۔ جیسے موسیٰ اور عیسیٰ اور حضور علیہ السلام اور غیر تشریعی نبی وہ ہے جو اپنے پہلے نبی کی شریعت کا متبع ہو۔ جیسے انبیاء بنی اسرائیل۔

علامہ عبدالعزیز دیرینی رحمۃ اللہ علیہ طہارۃ القلوب برحاشیہ نزہۃ المجالس پر فرماتے ہیں:

وَخُتِمَ الْاَنْبِیَاءُ وَالْمُرْسَلِیْنَ بِسَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَ الْاٰخِرِیْنَ مُحَمَّدٍ خَاتِمِ النَّبِیِّیْنَ۔

ترجمہ: ”اور ختم کر دیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبیوں کو (جو غیر تشریعی ہیں) اور رسولوں کو (جو تشریعی ہیں) سید الاولین والآخرین محمد خاتم النبیین کے وجود باوجود کے ساتھ۔“

حضرات: ان عبارات سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ ہر قسم کے نبی کے خاتم ہیں۔ علامہ اسمٰعیل حقیؒ اور فصوص کی عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حدیث لا نبی بعدی میں خبر لا کامل نہیں ہے۔ بلکہ موجود ہے اور لا نبی کا معنی یہ نہیں کہ میرے بعد کوئی تشریعی نبی نہیں بلکہ اس کا مطلب یہی ہے کہ میرے بعد نہ تشریعی نبی ہے اور نہ غیر تشریعی .... فتدبروا۔

اور علامہ عبدالعزیز دیرینی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ خاتم النبیین کا وہ معنی نہیں جو مرزائی کرتے ہیں کہ نبیین سے مراد نبی تشریعی ہیں۔ بلکہ اس کا یہ معنی ہے کہ حضور علیہ السلام ہر قسم کے نبیوں کے خاتم ہیں۔ آپ کے بعد نہ کوئی تشریعی نبی ہے اور نہ کوئی غیر تشریعی۔ فتدبروا

☆☆☆☆

اکابرین کے فتاویٰ

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ کا فتویٰ

علامہ ابن کثیرؒ اپنی تفسیر ابن کثیر جلد ۸ ص ۸۹ میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

هٰذِهِ الْاٰيَةُ نَصٌّ فِىْ اَنَّهٗ لَانَبِىَّ بَعْدَهٗ وَاِذَا كَانَ لَانَبِىَّ بَعْدَهٗ فَلَارَسُوْلَ بِالطَّرِيْقِ الْاَوْلٰى وَالْاَحْرٰى لِاَنَّ مَقَامَ الرِّسَالَةِ اَخَصُّ مِنْ مَّقَامِ النُّبُوَّةِ فَاِنَّ كُلَّ رَسُوْلٍ نَبِىٌّ وَلَا يَنْعَكِسُ وَبِذٰلِكَ وَرَدَتِ الْاَحَادِيْثُ الْمُتَوَاتِرَةُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حَدِيْثِ جَمَاعَةٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَمِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى بِالْعِبَادِ ارسالُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِمْ ثُمَّ مِنْ تَشْرِيْفِهٖ لَهٗ خَتْمُ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ بِهٖ وَاِكْمَالُ الدِّيْنِ الْحَنِيْفِ لَهٗ وَقَدْ اَخْبَرَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِىْ كِتَابِهٖ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى السُّنَّةِ الْمُتَوَاتِرَةِ عَنْ اَنَّهٗ لَانَبِىَّ بَعْدَهٗ لِيَعْلَمُوْا اَنَّ كُلَّ مَنِ ادَّعٰى هٰذَا الْمَقَامَ بَعْدَهٗ فَهُوَ كَذَّابٌ اَفَّاكٌ دَجَّالٌ ضَالٌّ مُّضِلٌّ۔

(اس عبارت کو علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ نے بھی نقل فرمایا ہے) دیکھو

(روح البیان ج ۷ ص ۱۸۷)

ترجمہ: یہ آیت نص ہے۔ اس بارے میں کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور جب آپ کے بعد نبی نہیں تو رسول بطریق اولیٰ واخریٰ نہیں اس لئے کہ مقام رسالت مقام نبوت سے خاص ہے۔ ہر رسول نبی ہے اور ہر نبی رسول نہیں اور جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم سے

احادیث متواترہ اس بارے میں وارد ہوئی ہیں۔پس اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بندوں پر حضور علیہ السلام کا ان کی طرف بھیجنا ہے۔پھر اللہ کا مشرف فرمانا ہے۔حضور ﷺ کو آپ کے وجود باوجود سے انبیاء اور مرسلین کو ختم کردینے سے اور دین حنیف کو آپ کے لئے پورا کردینے سے۔اور تحقیق اللہ نے قرآن میں اور حضور ﷺ نے احادیث متواترہ میں خبر دے دی ہے کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں تاکہ لوگ جان لیں کہ ہر وہ شخص جو حضور علیہ السلام کے بعد نبوت کا دعوے کرے وہ کذاب ہے۔بہت مفتری ہے۔دجال ہے۔گمراہ ہے۔گمراہ کرنے والا ہے۔

اس عبارت سے ہمیں چند فوائد حاصل ہوتے ہیں:

پہلا فائدہ

تو یہ کہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیّن میں نبیّن ہے بقول فرقہ مرزائیہ مخصوص نبی یعنے تشریعی نبی مراد نہیں۔بلکہ تشریعی نبی اور غیر تشریعی بوجہ عمومیت لفظ نبی دونوں مراد ہیں۔اور یہ فائدہ علامہ موصوف کے اس جملہ سے حاصل ہوا کہ اِذَاکَانَ لَانَبِیَّ بَعْدَہٗ فَلَارَسُوْلَ بِالطَّرِیْقِ الْاَوْلٰی وَالا احریٰ کہ جب آپ کے بعد نبی نہیں تو رسول بطریق اولیٰ واحریٰ نہیں۔اس لئے کہ مقام رسالت مقام نبوت سے خاص ہے الخ تو معلوم ہوا کہ علامہ موصوف رحمۃ اللہ یہ بتارہے ہیں کہ نبیین سے مراد بالعموم نبی مراد ہیں۔نہ یہ کہ مخصوص نبی یعنی تشریعی۔اس لئے کہ وہ لَانَبِیَّ بَعْدَہٗ فَلَارَسُوْلَ سے نبی اور رسول دونوں کی نفی کر رہے ہیں۔

دوسرا فائدہ

یہ کہ لانبی بَعْدِیْ میں خبر لا کامل نہیں اور یہ فائدہ بھی اسی عبارت سے حاصل ہوا کہ علامہ مذکور نے فرمایا اِذَاکَانَ لَانَبِیَّ بَعْدَہٗ فَلَا رَسُوْلَ بِالطَّرِیْقِ الْاَوْلٰی اب اِذَاکَانَ لَانَبِیَّ بَعْدَہٗ میں اگر خبر لا کامل نکالی جائے۔تو ان کا فَلَارَسُوْلَ بِالطَّرِیْقِ الْاَوْلٰی وَالْاَحْرٰی کہنا لغو۔اور آگے ان کا یہ دلیل فرمانا کہ لان مقام الرّسالہ

اخص من مقام النبوۃ بیکار ثابت ہوگا۔

تیسرا فائدہ

علامہ مذکور رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد ثُمَّ مِنْ تَشْرِیْفِہٖ لَہٗ خَتْمُ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ بِہٖ۔اس امر کی وضاحت کررہا ہے کہ حضور علیہ السلام کے وجود باوجود سے نبی تشریعی اور غیر تشریعی دونوں ختم کردیئے گئے۔اس لئے کہ علامہ مذکورؒ نے لفظ انبیاء پر ہی اکتفا نہیں کیا کہ فرقہ مرزائیہ کو یہاں بھی اپنا داؤ چلانے کا موقعہ مل جائے۔کہ انبیاء سے مراد نبی تشریعی ہیں بلکہ علامہ مذکورؒ نے انبیاء کے بعد لفظ مرسلین فرما کر جتلا دیا کہ انبیاء سے میری مراد نبی غیر تشریعی ہیں۔تشریعی نہیں.......... تشریعی نبی مرسلین سے مراد ہیں۔

چوتھا فائدہ

ہمیں یہ حاصل ہوا کہ حضور علیہ السلام کے بعد مدعی نبوت چاہے وہ کسی قسم کی نبوت کا دعویٰ کرے کافر ہے۔گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے۔مفتری اور دجال ہے۔اور یہ علامہ مذکور کی اس عبارت سے معلوم ہوا۔لِیَعْلَمُوْا اَنَّ کُلَّ مَنِ ادَّعٰی ھٰذَا الْمَقَامَ بَعْدَہٗ فَھُوَ کَذَّابٌ اَفَّاکٌ دَجَّالٌ ضَالٌّ مُضِلٌّ۔یعنی تاکہ لوگ جان لیں حضور علیہ السلام کے بعد جو کوئی نبوت کا دعویٰ کرے وہ کذاب ہے۔بہت مفتری ہے اور دجال ہے۔گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے۔

چونکہ علامہ موصوف پہلے یہ فرما آئے ہیں کہ اذا کان لانبی بعدہ فلارسول الخ اور ثم من تشریفہ (ختم الانبیاء و المرسلین) اور ان سے ہر قسم کی نبوت کا اختتام ظاہر ہورہا ہے جیسے کہ فائدہ اول اور ثالث میں گذرا۔لہٰذا ان کا یہ فتوے ہر قسم کے مدعی نبوت پر صادر ہوگا۔چاہے کوئی تشریعی نبی ہے، چاہے غیر تشریعی اور ظلی بروزی، وہ بہر صورت کافر و دجال ہے۔

(روح البیان ص ۱۸۸ ج ۷ میں بحر الکلام کے حوالے سے)

علامہ اسمٰعیل حقی حضور علیہ السلام کے بعد مدعی نبوت کو کافر لکھتے ہیں

قَالَ اَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ لَانَبِیَّ بَعْدَ نَبِیِّنَا لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَقَوْلُهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَمَنْ قَالَ بَعْدَ نَبِیِّنَا نَبِیٌّ یَکْفُرُ لِاَنَّهٗ اَنْكَرَ النَّصَّ وَكَذٰلِكَ لَوْشَكَّ فِیْهِ لِاَنَّ الْحُجَّةَ تَبَیَّنَ الْحَقَّ مِنَ الْبَاطِلِ وَمَنِ ادَّعَی النُّبُوَّةَ بَعْدَمَوْتِ مُحَمَّدٍ وَلَا یَكُوْنُ دَعْوَاهُ اِلَّا بَاطِلًا۔

ترجمہ: اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اس لئے کہ اللہ نے فرمایا ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور حضور ﷺ نے فرمادیا۔ لانبی بعدی اور جس نے ہمارے نبی ﷺ کے بعد نبی مانا وہ کافر ہو جائے گا۔ اس لئے کہ اس نے نص کا انکار کیا۔ ایسے ہی اگر کسی نے اس میں شک کیا وہ بھی کافر ہے۔ اس لئے کہ دلیل نے حق کو باطل سے ظاہر واضح کر دیا ہے اور جس نے حضور اقدس ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا اس کا دعویٰ باطل ہوگا۔

حضرات! کسی کو کافر کہہ دینا آسان نہیں۔ ذرا غور فرمائیے۔ کہ ایسے اہم معاملہ میں کتنی احتیاط ہونی چاہیئے۔ اگر بقول مرزائیہ حضور علیہ السلام کے بعد نبی غیر تشریعی آسکتا ہے تو اس عبارت مذکورہ میں یوں نہ کہنا چاہیئے تھا۔ مَنْ قَالَ بَعْدَ نَبِیِّنَا نَبِیٌّ یَکْفُرُ. یہاں لفظ نبی لایا گیا ہے جو اپنے عام ہونے کی وجہ سے ہر قسم کے نبی کو شامل ہے۔ بلکہ ایک اہم اور نازک موقعہ ہونے کے باعث یہاں رسول کا لفظ لانا نہایت موزوں تھا۔ اور اگر نبی ہی لانا تھا تو تشریعی اس کی صفت ڈال دی جاتی۔ تو بھی خصوصیت پیدا ہو جاتی۔ مگر ہم جہاں بھی دیکھتے ہیں۔ قرآن میں یا حدیث میں ارشادات صحابہ رضی اللہ عنہم میں یا تفاسیر میں ہر جگہ نبی کا لفظ پاتے

ہیں جو اپنے عموم سے ہر قسم کے نبی کو شامل ہے یہ کیا وجہ ہے۔ یہ صاف دلیل ہے اس امر کی کہ حضور ﷺ ہر قسم کے نبی کے خاتم ہیں۔ مگر افسوس صد افسوس مرزائیوں پر کہ محض حضرت قادیانی کی خود ساختہ نبوت کے لئے وہ ایک واضح امر کو چھپا کر مخلوق اللہ کو گمراہ کرتے ہیں اور اپنی طرف سے طرح طرح کی بے اصل تاویلیں کر کر کے نامۂ اعمال سیاہ کرتے ہیں۔

علامہ امام سید مرتضٰی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

ختم نبوت پر اجماع منعقد ہے

علامہ سید مرتضٰی زبیدیؒ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کی شرح میں (وَنَعْتَقِدُ اَنَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی خَاتَمًا لِلنَّبِیّٖنَ) فرماتے ہیں:

وَهٰذَا مِمَّا اَجْمَعَ عَلَیْهِ اَهْلُ السُّنَّةِ وَثَبَتَ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ فَالْكِتَابُ قَوْلُهٗ وَلٰكِنْ رسول الله وخاتم النبيين وَالسُّنَّةُ فَمَارُوِیَ وَ اِنِّیْ لَخَاتَمُ النَّبِیّٖنَ وَاٰدَمُ مُنْجَدِلٌ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ (الی ان قال) وَیُرْوٰی اَیْضًا لَانَبِیَّ بَعْدِیْ فَقَدْ جَاءَ حَدِیْثُ الْخَتْمِ مِنْ طُرُقٍ كَثِیْرَةٍ بِاَلْفَاظٍ مُخْتَلِفَةٍ۔ وَالْاِجْمَاعُ فَقَدِ اتَّفَقَتِ الْاُمَّةُ عَلٰی ذٰلِكَ وَعَلٰی تَكْفِیْرِ مَنِ ادَّعَی النُّبُوَّةَ بَعْدَهٗ

(جواہر البحار ص۶۲ ج۷)

ترجمہ: حضور ﷺ کا نبیوں کا ختم کر دینے والا ہونا اہل سنت کے اجماع سے ثابت ہے اور قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ قرآن میں تو اللہ تعالیٰ کا فرمانا ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ اور حدیث یوں مروی ہے کہ اِنِّیْ لَخَاتَمُ النَّبِیّٖنَ وَاٰدَمُ مُنْجَدِلٌ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ یعنے تحقیق میں خاتم النبیین تھا۔ دراں حالیکہ آدم علیہ السلام پانی

اور مٹی میں تھے۔اور یہ بھی آیا ہے کہ لانبی بعدی اور تحقیق ختم نبوت کی حدیثیں بہت طرح سے الفاظ مختلفہ کے ساتھ آئی ہیں اور اجماع۔پس امت نے ختم نبوت پر اتفاق کیا ہے اور حضور ﷺ کے بعد نبوت کے دعویٰ کرنے والے کو سب بالاتفاق کافر کہتے ہیں۔انتھیٰ

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ سب کا ختم نبوت پر اجماع ہے.........اہل سنت و جماعت کا عقیدہ یہی ہے کہ حضور ﷺ کے بعد کسی قسم کا نبی نہیں اور جو حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ یقیناً کافر ہے۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

حضرت ملا علی قاریؒ شرح فقہ اکبر ص ۱۵۰ میں حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والے کو کافر لکھتے ہیں۔

فرمایا: وَدَعْوَى النُّبُوَّةِ بَعْدَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفْرٌ بِالْاِجْمَاعِ۔

یعنی ہمارے نبی ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔

یعفور نامی حمار[1] (خر) کا عقیدہ

یعفور ایک خر تھا۔جو حضور ﷺ کی خدمت کرنے اور آپ کا غلام بننے کی تمنا رکھتا تھا۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ تمنا پوری کی۔ابن حبان اور ابن عساکر میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خیبر کے فتح ہونے کے بعد آپ نے اس کو دیکھا اور اس سے فرمایا کہ تمہارا نام کیا ہے۔عرض کی یزید بیٹا شہاب کا۔اللہ تعالیٰ نے میرے دادا کی نسل سے ساٹھ خر پیدا کئے۔ان سب پر نبی سوار ہوتے آئے۔وَكُنْتُ اَتَوَقَّعُكَ اَنْ تَرْكَبَنِيْ لَمْ يَبْقَ مِنْ نَسْلِ جَدِّيْ غَيْرِيْ وَلَا مِنَ الْاَنْبِيَاءِ غَيْرُكَ. مجھے یہ توقع تھی کہ حضور مجھ پر سواری فرمائیں گے کہ میرے دادا کی نسل سے سوا میرے کوئی نہیں رہا۔اور انبیاء میں سوا آپ کے کوئی نہیں رہا۔الخ

[1] خر یا حمار گدھے کو کہتے ہیں۔

یہ حدیث طویل ہے۔چنانچہ حضور ﷺ نے اس کا نام یعفور رکھا اور جسے بلانا چاہتے تھے اسے بھیج دیتے۔وہ چوکھٹ پر سر مار مار کر صاحب خانہ کو اشارے سے بتا دیتا کہ حضور علیہ السلام یاد فرماتے ہیں۔اور حضور علیہ السلام کے انتقال کے بعد صدمۂ فرقت سے ایک کوئیں میں گر کر مر گیا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۶۰)

اب ناظرین خود فیصلہ کرلیں کہ ایک حیوان ناحق تو یہ کہے کہ حضور ﷺ کے سوا اب کوئی نبی نہیں مگر ایک وہ ہیں جو انسانیت کا دعویٰ کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے بعد نبی آسکتا ہے اور مرزا صاحب نبی ہیں۔اولٰئک کالانعام بل ھم اضل

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا مخل ختم نبوت نہیں

رہا یہ امر کہ حضور علیہ السلام کے بعد جب حضرت عیسیٰ تشریف لائیں گے۔تو ان کا تشریف لانا کیا منافی ختم نبوت نہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جب تشریف لائیں گے تو وہ حضور ﷺ کی ہی شریعت پر عامل ہوں گے۔وہ بحیثیت نبی تشریف نہ لائیں گے کہ ان کی نبوت کا زمانہ گزر چکا۔اور جب وہ بحیثیت نبی تشریف نہ لائیں گے تو پھر ان کا تشریف لانا کسی صورت میں منافی ختم نبوت نہیں۔تمام مفسرین کرامؒ یہی لکھ رہے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا جب بحیثیت نبی نہیں تو منافی ختم نبوت ہرگز نہیں.........چنانچہ علامہ اسمٰعیل حقیؒ فرماتے ہیں:

وَلَايَقْدَحُ فِيْ كَوْنِهٖ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ نُزُوْلُ عِيْسٰى بَعْدَهٗ لِاَنَّ مَعْنٰى كَوْنِهٖ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ اَنَّهٗ لَا يُنَبَّاُ اَحَدٌ بَعْدَهٗ كَمَا قَالَ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (اَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى اِلَّا اَنَّهٗ لَانَبِيَّ بَعْدِيْ) وَعِيْسٰى مِمَّنْ تَنَبَّاَ قَبْلَهٗ وَحِيْنَ يَنْزِلُ اِنَّمَا يَنْزِلُ عَلٰى شَرِيْعَةِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مُصَلِّيًا اِلٰى قِبْلَتِهٖ كَاَنَّهٗ بَعْضُ اُمَّتِهٖ فَلَا يَكُوْنُ اِلَيْهِ وَحْىٌ وَلَا نَصْبُ الْاَحْكَامِ بَلْ يَكُوْنُ خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَاِنْ قُلْتَ قَدْ رُوِىَ اَنَّ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ اِذَا نَزَلَ فِى اٰخِرِ الزَّمَانِ يُكْسِرُ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ وَيَزِيْدُ فِى الْحَلَالِ وَيَرْفَعُ الْجِزْيَةَ عَنِ الْكَفَرَةِ فَلَا يُقْبَلُ اِلَّا الْاِسْلَامُ۔ قُلْتُ هٰذِهٖ مِنْ اَحْكَامِ الشَّرِيْعَةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ لٰكِنْ ظُهُوْرُهَا مُوَقَّتٌ بِزَمَانِ عِيْسٰى (روح البیان ص ۷-۱۸ ج ۷)

ترجمہ: اور عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا مخل ختم نبوت نہیں اس لئے کہ خاتم النبیین کے یہ معنٰی ہیں کہ حضور ﷺ کے بعد کسی کو نبوت دی نہ جائے گی۔ جیسے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تجھے مجھ سے ایسی نسبت ہے جیسے ہارون کو موسیٰ سے (علیہما السلام) مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کو تو نبوت پہلے سے دی جا چکی اور جب وہ تشریف لائیں گے تو حضور ﷺ کی شریعت پر تشریف لائیں گے اور حضور ہی کے قبلہ کی طرف نماز پڑھیں گے۔ گویا کہ وہ حضور کے ایک امتی ہوں گے۔ پس نہ ان کی طرف وحی ہوگی نہ احکام صادر فرمائیں گے بلکہ وہ حضور ﷺ کے خلیفہ ہوں گے۔ اور اگر تم یہ کہو کہ حدیث میں آتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول صلیب کو توڑیں گے۔ خنزیر کو قتل کریں گے۔ حلال میں زیادتی کریں گے۔ جزیہ کافروں سے اٹھالیں گے اور ان سے سوا اسلام کے اور کچھ قبول نہ کریں گے۔ تو میں کہوں گا کہ یہ سب کچھ شریعت محمدیہ ﷺ کے ہی احکام ہیں لیکن ان کا ظہور عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہوگا۔ انتہی

علامہ عبداللہ بن احمد نسفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَعِيْسٰى مِمَّنْ نُّبِّئَ قَبْلَهٗ وَحِيْنَ يَنْزِلُ عَامِلًا عَلٰى شَرِيْعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاَنَّهٗ بَعْضُ اُمَّتِهٖ۔

(تفسیر مدارک التنزیل جلد ۳ ص ۲۳۴)

ترجمہ: فرمایا: عیسیٰ علیہ السلام تو حضور علیہ السلام سے پہلے عہدہ نبوت پر مامور ہو چکے اب جب وہ نازل ہوں گے تو حضور ﷺ کی شریعت کے عامل ہوں گے گویا کہ وہ حضور ﷺ کے ایک امتی ہیں۔"

علامہ بیضاویؒ فرماتے ہیں:

وَلَا يَقْدَحُ نُزُوْلُ عِيْسٰى بَعْدَهٗ لِاَنَّهٗ اِذَا اُنْزِلَ كَانَ عَلٰى دِيْنِهٖ مَعَ اَنَّ الْمُرَادَ اَنَّهٗ اٰخِرُ مَنْ نُّبِّئَ (بیضاوی ۱۸۲)

ترجمہ: فرمایا: ختم نبوت میں نزول عیسیٰ علیہ السلام مخل نہیں اس لیے کہ جب وہ نازل ہوں گے تو حضور علیہ السلام کے دین پر ہوں گے۔ باوجودیکہ ہماری مراد یہ ہے کہ حضور علیہ السلام آخر ہیں ان کے جو نبی ہو چکے۔

☆☆☆☆☆

شیزان کا بائیکاٹ کیجیے

شیزان گستاخان رسول ﷺ مرزائیوں کی مشروب ساز فیکٹری ہے اس کی آمدنی کا ایک کثیر حصہ دارالکفر ربوہ جاتا ہے مسلمان اپنی کم علمی کی بنا پر اس کے مشروبات اور دیگر مصنوعات خرید کر کم از ۲۰ پیسے فی روپیہ "ربوہ فنڈ" میں جمع کرواتے ہیں اور اس طرح اپنے آقا و مولا جناب خاتم النبیین حضرت محمد مصطفی ﷺ، دین اسلام اور وطن عزیز پاکستان کی مخالفت کے بھیانک جرم میں شریک ہو جاتے ہیں لہٰذا اس کی تمام تر مصنوعات (شیزان بوتل، شیزان جوس، شیزان لیمن بارلے، شیزان ثمر قند شربت، شیزان چٹنی، شیزان جام وغیرہ وغیرہ کا بائیکاٹ ہر غیور مسلمان عاشق رسول ﷺ کا دینی وملی فرض ہے۔

فرقہ مرزائیہ کے دلائل اور ان کے جوابات

مرزائیہ کی پہلی دلیل

یَابَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ الخ (سورۃ الاعراف آیت ۳۵)

ترجمہ: (اے بنی آدم جب کبھی آویں تمہارے پاس میرے رسول تم میں سے بیان کرتے ہوئے تم پر میری آئتیں) اور اب اس غرض (لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی آیات بتلانا) پورا کرنے کی اشد ضرورت ہے۔" (احمدیہ پاکٹ بک ص ۲۵۵ شائع کردہ فخر الدین مرزائی)

ہمارا جواب نمبر (۱):

غالباً آپ یاتینکم سے استدلال کرتے ہیں کہ یہ صیغہ مستقبل ہے لہٰذا حضور علیہ السلام کے بعد بھی رسول آتے رہیں گے۔ مگر افسوس کہ آپ نے کسی تفسیر کو بھی اٹھا کر نہیں دیکھا۔ آپ ذرا علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا مطلب دریافت کیجئے۔ آپ کو وہ اس کا مطلب یہ بتائیں گے کہ عن ابی سیار السلمی قال اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ اٰدَمَ وَذُرِّیَّتَہٗ فِیْ کَفِّہٖ فَقَالَ یَابَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ الخ یعنے ابی سیار سلمی سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کو اپنی ہتھیلی میں لے کر کہا۔ کہ یَابَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ الخ

(ابن جریر ج ۸ ص ۱۱۳ اور در منثور ج ۳ ص ۸۲)

اس سے معلوم ہوا کہ یہ اللہ کا فرمان حضرت آدم علیہ السلام کے وقت کا ہے۔ اور یہ امر ظاہر ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تک کئی رسول تشریف لائے۔ مگر اس آیت سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کے بعد بھی نبی آتے رہیں گے۔ اس آیت سے اگر یہ مطلب لیا جائے .... تو وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ

النَّبِیّٖنَ سے تعارض لازم آئے گا۔ اور لازم باطل ہے۔ اس لئے کہ حالت تعارض میں کلام حق کا من عند اللہ ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا ملزوم بھی باطل۔

جواب نمبر ۲:

ہم آپ سے یہ پوچھتے ہیں کہ تم لوگوں کا دعوٰی تو یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کے بعد نبی آسکتا ہے مگر دلیل میں پیش کرتے ہو وہ آیت جس میں لفظ رسل آتا ہے۔ حالانکہ رسول نبی سے خاص ہے (جیسے کہ پہلے گذر چکا) یہ عجیب منطق ہے کہ دعوٰے کسی اور امر کا اور دلیل کسی دوسری شے کی۔ پس یا تو یہ کہو کہ حضور علیہ السلام کے بعد رسول بھی آسکتے ہیں۔ ورنہ جو تمہارا جواب وہی ہمارا جواب!

لو آپ اپنے دام میں آ گیا صیاد پھنس گیا

ہاں ذرا علامہ علاؤ الدین علی بن محمد کا بھی ارشاد سن لیجئے۔ وہ فرماتے ہیں۔ اِنَّمَا قَالَ رُسُلٌ بِلَفْظِ الْجَمْعِ وَاِنْ کَانَ الْمُرَادُ بِہٖ وَاحِدًا وَّھُوَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَنَّہٗ خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ وَھُوَ مُرْسَلٌ اِلٰی کَافَّۃِ الْخَلْقِ فَذَکَرَہٗ بِلَفْظِ الْجَمْعِ عَلٰی سَبِیْلِ التَّعْظِیْمِ فَعَلٰی ھٰذَا یَکُوْنُ الْخِطَابُ فِیْ قَوْلِہٖ یَابَنِیْٓ اٰدَمَ لِاَھْلِ مَکَّۃَ وَمَنْ یَّلْحَقُ بِھِمْ۔ وَقِیْلَ اَرَادَ جَمِیْعَ الرُّسُلِ وَعَلٰی ھٰذَا فَالْخِطَابُ فِیْ قَوْلِہٖ یَابَنِیْٓ اٰدَمَ عَامٌّ فِیْ کُلِّ بَنِیْٓ اٰدَمَ (تفسیر خازن ص ۱۸۶ ج ۲)

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رسل جمع کے صیغہ سے فرمایا۔ اگرچہ مراد اس سے واحد ہے۔ اور وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس لئے کہ آپ نبیوں کے ختم کرنے والے اور سارے جہان کیلئے رسول ہیں۔ اور اللہ کا اصل رسل جمع کے صیغہ سے فرمانا یہ تعظیماً ہے۔ پس اس صورت میں خطاب یابنی آدم مکے والوں اور جو ان سے لاحق ہیں۔ ان کے لئے ہے اور کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسل سے تمام رسول مراد لئے ہیں۔ اس صورت میں خطاب ہر بنی آدم کے لئے ہے۔ انتہٰی

اس عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ رسل حضور علیہ السلام کو کہا گیا ہے۔ مگر اس کی جمعیت

حضور علیہ السلام کے خاتم الانبیاء ہونے کی وجہ سے نہیں لے سکتے۔ لہٰذا اسے تعظیم پر محمول
کریں گے۔ بتایئے جناب کیا یہ واضح دلیل نہیں اس امر کی کہ حضور علیہ السلام کے بعد کوئی
نبی نہیں آسکتا۔ علامہ خازن رحمۃ اللہ علیہ کا رسل کو تعظیم پر محمول کرنا اسی لئے ہے کہ آپ کے
بعد کوئی نبی نہیں۔ جیسے کہ خود انہوں نے بتادیا کہ لِاَنَّهٗ خَاتَمُ الْاَنْبِيَآءِ

اور دوسرے قول کے مطابق جب تمام رسول مراد لئے جائیں۔ تو ظاہر ہے کہ آدم
علیہ السلام سے لے کر حضور علیہ السلام تک کئی رسول تشریف لائے۔ آپ لوگوں کو چاہئے کہ
کوئی ایسی آیت پیش کریں۔ جس میں صاف اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہو۔ کہ محمد رسول اللہ
ﷺ کے بعد نبی آتے رہیں گے۔ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِىْ
وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ○ (سورۃ بقرہ آیت نمبر ۲۴)

ہاں یہ بھی بتایئے کہ اگر اس آیت سے اجرائے نبوت کا ثبوت مل رہا ہے۔ تو مرزا
صاحب ہی حضور علیہ السلام کے بعد نبی ہوئے۔ ان سے پہلے اتنی دراز مدت میں کوئی بھی نبی
نہ آیا۔ رسل جب جمع کا صیغہ ہے تو چاہئے تھا کہ کم از کم تین نبی تو آجاتے۔ تاکہ جمعیت
متحقق ہوجاتی۔ اور آپ کا یہ فرمانا کہ اس وقت لوگوں کو آیات اللہ سنانے کی سخت ضرورت
ہے۔ مان لیا۔ مگر اس کی تکمیل علماء کرام جو کر رہے ہیں۔ ورنہ بتایئے کہ اس وقت کون نبی
ہے؟ کیا اس وقت آیات سنانے کی ضرورت نہیں؟ فتدبروا۔

دوسری دلیل

نبوت رحمت ہے اور پھر رحمت محسنوں کے قریب ہے۔ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ
مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ...... (سورۃ اعراف آیت نمبر ۵۶) بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ
مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ الخ۔ (سورۃ بقرۃ آیت نمبر ۱۱۲)

ترجمہ: ہاں جس نے سونپ دیا اپنا منہ اللہ کو اور وہ محسن ہے۔ پس اس کے لئے اجر ہے اور
پھر فرماتا ہے کہ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ۔ (سورۃ الصافات آیت نمبر ۸۰) اب ضرور ہے
کہ محسن نبی بنیں۔ (احمدیہ پاکٹ بک ص ۲۵۵)

ہمارا جواب ۱:

واہ سبحان اللہ۔ کیا کہنا۔ اس قسم کے نرالے استدلال آپ لوگوں کو ہی کرتے
دیکھا۔ ہم اگر یوں کہیں کہ نبوت تشریعیہ یعنی رسالت رحمت ہے۔ اور پھر رحمت محسنوں کے
قریب ہے۔ ان رحمة الله قريب من المحسنين الخ اب ضرور ہے کہ محسن نبی
تشریعی بنیں تو جو تمہارا جواب وہی ہمارا جواب!

جواب ۲:

معلوم ہوتا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے منہ پھیر بیٹھے ہیں۔ آپ نے مرزا صاحب ہی
کو سب کچھ سمجھ لیا ہے۔ اور اگر آپ نے اپنے اس واحد قہار پروردگار سے منہ نہیں پھیرا ہے تو
کیا آپ بھی نبی ہیں؟ اگر نہیں تو بقول تمہارے (نعوذ باللہ) اللہ کا فرمانا اِنَّ رَحْمَتَ
اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ اور وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ جھوٹا ہوا۔ اگر ہیں تو
فرمایئے کہ آج تک دعویٰ کیا ہی نہیں یا ہم تک اطلاع نہیں پہنچی۔ اگر واقعی آپ بھی نبی بن
چکے ہیں تو خوب رہے گی۔ یعنی قادیانی کا ساتھی ملتانی[۱] بنی۔

خوب گذرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو!

جواب ۳:

جناب فخر الدین صاحب آپ کو شاید اس استدلال پر بڑا فخر ہو مگر سچ پوچھو تو یہ نرالے
ڈھنگ کا استدلال پاکٹ میں ہی رکھنے کے قابل ہے۔ شائع کرنے میں تو ایک ادنےٰ فہم کا
مالک بھی اس طرز کے استدلال کو علامت جہالت ٹھہرائے گا۔ ارے آج مرزا صاحب ہی
ایک ایسا شخص پیدا ہوا۔ جس نے اللہ تعالیٰ کو اپنا منہ سونپ دیا۔ خدارا انصاف سے
کہو۔ حضرت خلیفہ اکبر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا اپنا مال و جان اللہ کی راہ میں قربان کر کے اللہ کو
اپنا منہ نہ سونپ دیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور حضرت عثمان و مولا علی رضی اللہ عنہ نے کیا (نعوذ
باللہ) بقول تمہارے اللہ عزوجل سے منہ پھیر لیا تھا۔ جو ان جلیل القدر ہستیوں میں سے کوئی

۱ احمدیہ پاکٹ بک کا شائع کرنے والا فخر الدین ملتان کا تھا۔

بھی نبی نہ ہوا۔ مرزا صاحب سے پہلے بڑے بڑے قطب الاقطاب اولیاء اللہ مثلاً حضرت پیران پیر قدس سرہ العزیز، حضرت خواجہ نقشبندؒ وغیرہما گذرے۔ ان میں سے تو کوئی نبوت کا مدعی نہ ہوا۔ مگر آج مرزا صاحب ہی ایک ایسے شخص پیدا ہوئے۔ جنہوں نے اپنا منہ اللہ کو سونپا اور وہ نبی بن گئے۔ مگر ان سے پہلے کوئی بھی ایسا نہ گذرا۔ کہ جس نے اپنا منہ اللہ کو سونپ دیا ہو.........(افسوس)

جواب۴:

ارے اس سے تو ہمارے دعویٰ کو تقویت پہنچتی ہے کہ حضور ﷺ رحمت ہیں وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ (سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۱۰۷) اور پھر رحمت محسنوں کے قریب ہے۔ ان رحمة الله قريب من المحسنين (سورۃ اعراف آیت نمبر ۵۶) لہٰذا حضور علیہ السلام جب محسنوں کے ہر وقت قریب ہیں پھر انہیں سوائے اپنے پیارے نبی کے کسی دوسرے نبی کی کیا ضرورت۔ ہاں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے منہ پھیر لیا ہے.......... جنہیں اللہ کا مطلق خوف نہیں رہا۔ وہ چونکہ محسن نہیں اور محسن کے قریب رحمت نہیں۔ اس لئے وہ بنالیں اپنا ایک علیحدہ نبی۔ اور وہی اسے نبی کہتے پھریں۔ مسلمان ہرگز نہیں کہیں گے۔ کیونکہ ان کا پیارا نبی ان کے پاس موجود ہے۔

تیسری دلیل

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ (سورۃ الفاتحہ آیت نمبر ۵) ہدایت سے مراد نبوت بھی ہے۔ (احمدیہ پاکٹ بک ص ۲۵۵)

جواب۱

تو پھر آپ کو کیا نفع پہنچا؟ یہ ثابت کرو کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ میں بھی ہدایت سے نبوت مراد ہے۔ آپ سے یہ کون پوچھتا ہے کہ ہدایت کے کتنے معنی ہیں جو آپ نے یہ کہنے کی تکلیف گوارا فرمائی کہ ہدایت سے نبوت بھی مراد ہے۔ اگر ہے بھی تو یہ نہیں کہ ہر جگہ ہی ہو۔ ورنہ اهدنا الصراط المستقيم۔ جب ہر ایک مصلی نماز میں پڑھتا ہے تو

ہر ایک نبی کیوں نہیں۔ اور کیا مرزا صاحب سے پہلے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وغیرہم یہ نماز میں نہ پڑھا کرتے تھے۔ جو وہ نبی نہ ہوئے۔

جواب۲

نبوت وہبی ہے۔ کسبی نہیں

چوتھی دلیل

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔

(سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۱۵) (پاکٹ بک ص ۲۵۶)

جواب:

آپ غالباً اس آیت کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ عذاب جب ہی آتا ہے۔ جب کہ رسول آچکا ہو۔ لہٰذا مرزا صاحب کے زمانہ میں طاعون کا پھیلنا دلیل ہے اس امر کی مرزا صاحب نبی ہیں۔ افسوس کہ آپ نے نبی کا آنا موجب عذاب سمجھ لیا۔ کہ نبی اپنے ساتھ ساتھ عذاب لے کر آتا ہے۔ استغفر اللہ۔ یہ عقیدہ آپ ہی کو مبارک ہو۔ کیا ہمارے آقا ومولا حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ جب تشریف لائے تو دنیا پر عذاب آیا تھا یا حضور علیہ السلام کو اللہ نے یہ فرمایا تھا کہ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ۔ یعنی اے محبوب اللہ ان پر عذاب نہ کرے گا۔ دراں حالیکہ تو ان میں رونق افروز ہے۔ ذرا غور کرو اور ایسے ایسے کلمات کہنے سے رکو۔ اگر عذاب کا آنا اسی امر کی دلیل ہے کہ نبی آیا ہے۔ تو ذرا کان لگا کر سنیئے۔ کہ بخاری شریف باب الفرار من الطاعون میں یہ حدیث آتی ہے.......کہ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بِنْ عَامِرٍ اَنَّ عُمَرَ خَرَجَ اِلَى الشَّامِ فَلَمَّا جَاءَ سَرْغَ بَلَغَهٗ اَنَّ الْوَبَاءَ وَقَعَ بِالشَّامِ فَاَخْبَرَهٗ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بِنْ عَوْفٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (ﷺ) قَالَ اِذَا سَمِعْتُمْ بِاَرْضٍ فَلَاتَقْدِمُوْا عَلَيْهِ وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَاَنْتُمْ بِهٖ فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِنْهُ فَرَجَعَ عُمَرُ مِنْ سَرْغَ (بخاری)

ترجمہ: عبداللہ بن عامر فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام کی طرف نکلے۔ جب سرغ (ایک شہر ہے) پہنچے۔ تو انہیں یہ خبر پہنچی کہ شام میں طاعون پھیلی ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر دی کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب تم سنو کہ فلاں جگہ طاعون ہے تو وہاں نہ جاؤ۔ اور اگر کسی جگہ طاعون پڑے اور تم اسی جگہ ہو تو اس سے بھاگ کر وہاں سے نہ نکلو۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں سے لوٹ آئے۔"

فرمائیے! کہ شام میں جو طاعون پڑی تو اس وقت شام میں کون سا نبی تھا۔ اور اگر نہیں تھا۔ تو تمہارا کہنا کہ عذاب کا آنا علامت بعثت نبی ہے۔ غلط ہوا یا نہ۔ یقیناً غلط ثابت ہوا۔ ایسے ہی انگلستان میں طاعون پڑی۔ شاہ جہان کے عہد حکومت میں ہندوستان میں زبردست طاعون پڑی اور فی الحال بھی اس کا وقوع کہیں نہ کہیں ہوتا رہتا ہے۔ تو کیا ان ایام میں بھی کوئی نبی آیا؟ آؤ میں تمہیں بتاؤں...... کہ مرزا صاحب کے زمانہ میں طاعون کے پھیلنے کا سبب واقعی مرزا صاحب کا وجود تھا۔ مگر نہ برائے علامت نبوت مرزا صاحب۔ بلکہ اسلئے کہ آپ کے زمانہ میں مرزا صاحب کی طفیل تعلیم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جھٹلانا عام تھا۔ قرآن شریف میں طرح طرح کی تحریفیں کی جاتی تھیں...... احادیث کو ردی کے ٹوکرے میں پھینکنے کے قابل سمجھا جاتا تھا مرزا صاحب کے نزدیک اجماع کی کچھ وقعت نہ تھی۔ علماء کرام کو گالیاں حتیٰ کہ انبیاء عظام تک خصوصاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کی گالیوں سے نہ بچے۔ حضرت سید الشہداء حسین رضی اللہ عنہ کو (جو حد درجہ کے لاڈلے تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے) نظر حقارت سے دیکھ کر صد حسین است در گریبانم[1] کہا جاتا تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے بیٹا ثابت کرا کے انت منی بمنزلہ ولدی لکھا جاتا تھا۔ کہیں نعوذ باللہ اللہ کے لئے نطفہ ثابت کیا جاتا تھا۔ "کبھی خود خدا اور کبھی رسول" اور کبھی کہا جاتا تھا کہ میں مسیح زماں اور مہدی موعود ہوں وغیرہ۔ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت عامہ ہے۔ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ۔ (سورۃ سبا، آیت نمبر ۲۸) اور آپ کی مقدس تعلیم دنیا کے کونے کونے چپہ چپہ پر پہنچ چکی ہے۔ لہٰذا جہاں بھی اس کا جھٹلانا عام ہوگا۔ وہاں عذاب آئے گا۔ مرزا صاحب کے زمانہ میں تعلیم

[1] نزول المسیح صفحہ نمبر ۹۹ مندرجہ روحانی خزائن جلد نمبر ۱۸ صفحہ نمبر ۴۷۷ از مرزا غلام احمد قادیانی۔

محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب عام تھی۔ لہٰذا طاعون پڑی۔ یہی مطلب آیت مذکورہ کا ہے کہ ہم عذاب نہیں دیتے یہاں تک کہ ہم رسول مبعوث کر لیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ کا سہرا سر باندھ کر رسول مبعوث فرمایا۔ اب آپ کے تشریف لے آنے کے بعد بھی اگر اللہ کی نافرمانیاں ہوتی رہیں اور لوگ اپنے نبی کو چھوڑ کر اپنا علیحدہ نبی بنانے لگیں تو ضرور عذاب آئے گا۔

پانچویں دلیل

يَامَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا۔

(سورۃ انعام آیت نمبر ۱۳۰) (احمدیہ پاکٹ بک ص ۲۵۶)

جواب:

کیوں عقل کے پیچھے لٹھ لئے پھرتے ہو اس آیت سے اجرائے نبوت کا بھلا کیسے ثبوت نکل سکتا ہے۔ یہ تو قیامت کو اللہ تعالیٰ جنوں اور انسانوں کو کہے گا کہ اے گروہ جنوں اور انسانوں کے کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہ آئے۔ جو تم پر میری آیتیں پڑھتے۔ اور اس دن کی ملاقات سے تمہیں ڈراتے تھے۔ تو بتلائیے کہ اس سے یہ کیسے ثابت ہوا کہ اللہ یہ فرما رہا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بھی نبی آتے رہیں گے۔ علامہ اسمٰعیل حقی لکھتے ہیں۔

اَیْ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِلثَّقَلَيْنِ جَمِيْعًا اَلَمْ يَاْتِكُمْ فِى الدُّنْيَا۔ (روح البیان ص ۱۰۵ ج ۳)

ترجمہ: یعنی اللہ تعالیٰ قیامت کو جنوں اور انسانوں سب کو فرمائے گا۔ کہ کیا دنیا میں تمہارے پاس میرے رسول نہ آئے الخ

تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کو یوں فرمائے گا۔ خصوصاً مرزائیوں سے ضرور سوال ہوگا کہ کیا میں نے وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ (سورۃ سبا آیت نمبر ۲۸) فرما کر محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو تم سب کی طرف رسول بنا کر نہ بھیجا تھا جو تم نے ایک اپنا الگ نبی بنا لیا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت توڑ کر مرزا صاحب کے بن گئے۔ فما تجیبون

چھٹی دلیل

وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا۔

(سورۃ زمر آیت نمبر ۷۱) (پاکٹ بک ص ۲۵۶)

جواب:

یہ بھی قیامت کو کہا جائے گا۔ اس کا مضمون اور پانچویں دلیل کی آیت کا ایک مضمون ہے۔ اس سے بھی اجرائے نبوت کا ثبوت ہر گز نہیں مل سکتا۔

ساتویں دلیل

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا

(سورۃ نور آیت ۵۵)

ترجمہ: وعدہ کیا اللہ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے تم میں سے اور کام کئے اچھے۔ البتہ ضرور خلیفہ کرے گا ان کو زمین میں جیسا کہ خلیفہ کیا تھا ان لوگوں کو جو پہلے ان سے تھے اور البتہ قائم کرے گا واسطے ان کے دین ان کا۔ جو پسند کیا گیا ہے واسطے ان کے اور البتہ بدل دے گا ان کو پیچھے خوف کے امن۔" (پاکٹ بک ص ۲۵۷)

جواب ۱:

ہاں صحیح ہے کہ اللہ عزوجل ان لوگوں سے جو ایمان لے آئے اور جنہوں نے عمل صالح کئے۔ وعدہ فرماتا ہے۔ کہ وہ مشرکین کے قبضہ سے نکال کر عرب وعجم کی زمین کا انہیں وارث بنائے گا۔ جیسے کہ اس نے بنی اسرائیل کو ملک شام کا بادشاہ بنایا اور وہاں کے جابر

بادشاہوں کو ہلاک کیا تھا۔ علامہ ابن جریر جز ۱۸ ص ۱۰۹) پر اور اکثر مفسرین نے یہی لکھا ہے۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ مبارکہ میں مسلمانوں کو وہ فتوحات عظیمہ عطا ہوئیں کہ جنہیں ہر تاریخ دان جانتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ خلافت سے مراد یہاں سلطنت ہے...... نبوت نہیں۔ ورنہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور اصحاب ثلثہ رضی اللہ عنہم اور ہر مسلمان بادشاہ کو جو خلیفۃ المسلمین کہا جاتا ہے۔ تو کیا اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ نبی المسلمین ہے۔ نہیں ہر گز نہیں۔ بلکہ یہاں خلافت سے مراد سلطنت ہے۔ چنانچہ آگے خود اللہ کا یہ فرمانا کہ ویعبد لنهم من بعد محوفهم امنا۔ اسی معنی کی تائید کرتا ہے اور اگر اس سے مراد نبوت ہی ہے تو افسوس کہ رب العزت جل شانہٗ تو یہ فرمائے کہ انہیں کسی امر کا خوف نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا۔ مگر مرزا صاحب ڈر کے مارے حج کو بھی .... تشریف نہ لے گئے اور جب کبھی کسی شہر میں تشریف لے گئے۔ تو بجائے عون اللہ کے پولیس کے محتاج ہوئے۔ اور پولیس کے زبردست پہرہ میں تشریف لے جاتے رہے۔

جواب ۲

حضرت علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسْتَخْلَفَ اللّٰهُ اَوْلِيَاءَهٗ فِى الْاَرْضِ (روح البیان ص ۱۷۳ ج ۶) یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیا کرام کو زمین خلیفہ بنایا ہے گویا علامہ موصوف بھی اس خلافت سے مراد نبوت نہیں لیتے اور کیسے لیں۔ جب کہ ان کے نزدیک حضور علیہ السلام کے بعد مدعی نبوت کافر و مرتد ہے۔ (کمام)

جواب ۳

امام فخر الدین رازیؒ نے تو اس آیت کے ماتحت اس امر کا صاف فیصلہ فرما دیا ہے کہ حضور علیہ السلام کے بعد چونکہ کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اس لئے اس خلافت سے مراد نبوت ہر گز نہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔

دَلَّتِ الْاٰيَةُ عَلٰى اِمَامَةِ الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ فَذٰلِكَ لِاَنَّهٗ تَعَالٰى

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الْحَاضِرِيْنَ
فِیْ زَمَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الْمُرَادُ بِقَوْلِهٖ
لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ
الخ وَ مَعْلُوْمٌ اَنَّ الْمُرَادَ بِهٰذَا الْوَعْدِ بَعْدَ الرَّسُوْلِ هٰؤُلَاءِ
لِاَنَّ اسْتِخْلَافَ غَيْرِهٖ لَايَكُوْنُ اِلَّا بَعْدَهٗ وَمَعْلُوْمٌ اَنَّهٗ لَا
نَبِیَّ بَعْدَهٗ لِاَنَّهٗ خَاتِمُ الْاَنْبِيَاءِ فَاِذَنِ الْمُرَادُ بِهٰذَا
الْاِسْتِخْلَافِ طَرِيْقَةُ الْاِمَامَةِ۔

ترجمہ: فرمایا کہ یہ آیت ائمہ اربعہ کی امامت پر دلالت کرتی ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو یہ وعدہ فرمایا کہ وہ انہیں خلیفہ بنائے گا جیسے پہلے لوگوں کو بنایا تھا۔ یہ وعدہ البتہ ان ایمان داروں اور عمل صالح کرنے والوں سے ہے۔ جو زمانہ مبارکہ محمد رسول اللہ ﷺ میں حاضر تھے۔ اور یہ معلوم ہے کہ اس وعدہ سے مراد یہ لوگ حضور علیہ السلام سے بعد ہے۔ اس لئے کہ حضور ﷺ کے سوا کسی دوسرے کا خلیفہ کرنا حضور علیہ السلام کے بعد ہو سکتا ہے۔ (یعنی حضور علیہ السلام کے دنیا میں تشریف رکھتے ہوئے کوئی دوسرا خلیفہ بننے کا ہرگز مستحق نہیں کہ آپ خود خلیفہ اعظم ہیں) اور یہ امر تو معلوم ہو چکا کہ حضور علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس لئے کہ آپ ﷺ نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔ پس اب اس استخلاف سے مراد طریقہ امامت ہے۔

ناظرین! دیکھئے! کہ امام فخر الدین رازیؒ نے صاف فیصلہ فرما دیا ہے کہ حضور علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں۔ آپ نبیوں کے ختم کر دینے والے ہیں اور اس آیت میں خلافت سے مراد نبوت ہرگز نہیں۔ ہاں اس آیت سے:

امامت ائمہ اربعہ کا ثبوت ملتا ہے۔ مرزائیو! اتنا تو بتاؤ کہ تم نے اس خلافت سے مراد نبوت جو لی ہے تو کیوں لی ہے؟ کیا ہر جگہ خلافت بمعنی نبوت آتی ہے۔ اگر ہاں تو کیا خلیفۃ المسیح الثانی بھی نبی ہیں۔ اگر نہیں تو بس فیصلہ ہوا کہ یہاں بوجہ حضور علیہ السلام کے خاتم

الانبیاء ہونے کی خلافت سے مراد نبوت نہیں اور ذرا اتنا تو سوچو کہ مرزا صاحب کے سوا کوئی بھی پہلے معاذ اللہ ایمان دار اور عمل صالح کرنے والا نہ گذرا۔ جو حسب وعدہ الٰہیہ نبی بنتا۔ آج تیرہ سو برس کے بعد مرزا صاحب ایک ایسے شخص تشریف لائے۔ جو ایماندار اور عمل صالح کرنے والے تھے۔ جو وہ نبی بن گئے۔

جواب ۴:

اس امر کا فیصلہ خود حضور علیہ السلام فرما گئے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ ہاں خلفاء آتے رہیں گے۔ بخاری و مسلم کی حدیث ہے۔ کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

كَانَتْ بَنُوْا اِسْرَائِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِیٌّ خَلَفَهٗ نَبِیٌّ وَاِنَّهٗ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ وَسَيَكُوْنُ الْخُلَفَاءُ فَتَكْثُرُ۔ (مسلم شریف کتاب الامارۃ ص ۱۲۶)

فرمایا کہ بنی اسرائیل کی انبیاء سیاست فرماتے تھے۔ جب ایک نبی تشریف لے جاتے تو اس کے بعد دوسرا آ جاتا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں اور خلیفے بہت ہوں گے۔"

اس حدیث سے صاف معلوم ہو رہا ہے۔ کہ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ سے مراد نبوت نہیں۔ اس لئے کہ حضور علیہ السلام کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں۔

آٹھویں دلیل

نبی ﷺ روحانی سراج منیر (سورج) تھے۔ (احزاب ع ۶) پس جس طرح جسمانی سورج کے لئے ایک چاند ہوتا ہے۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ کے لئے بھی ایک چاند ہونا ضروری ہے۔ ورنہ وہ سورج کیسا۔ جس کے لئے چاند نہ ہو۔ (احمدیہ پاکٹ بک ص ۴۵۷)

جواب ۱

واللہ اعلم کس مصلحت سے آپ نے یہاں صرف آیت کے ترجمہ پر اکتفا کیا۔ لو میں پڑھ دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ حضور اقدس ﷺ کو فرماتا ہے۔ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا (سورۃ الاحزاب آیت

نمبر۴۶) اس آیت میں اللہ عزوجل حضور انور ﷺ کو سراج منیر فرماتا ہے۔ مگر افسوس کہ تم لوگ مرزاجی کی خود ساختہ نبوت کی خاطر قرآن مجید کے معنٰی بالکل ہی غلط کرنے لگے۔ خدارا ذرا انصاف سے کہنا کہ کیا یہاں سراج کا معنٰی سورج ہے یا چراغ۔ یہ کس نے لکھا ہے۔ کہ سراج سورج کو کہتے ہیں۔ آپ قیامت تک نہیں دکھا سکیں گے کہ سراجًا منیرًا سے مراد سورج ہے۔ ذرا لغت کا ہی مطالعہ کرلیا ہوتا۔ منتھی الارب فی لغات العرب کی جلد ثانی ص ۳۲۲ پر دیکھ لیتے کہ وہاں کیا لکھا ہے۔ سراج بالکسر چراغ۔ یعنی سراج چراغ کو کہتے ہیں علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ بالفارسیہ (یعنی چراغ روشن ودرخشاں) یعنی سراجا منیرا کا معنٰی یہ ہے۔ چراغ روشن اور چمکتا ہوا۔ (روح البیان ص ۱۹۷ ج ۷)

اور مفسرین کرامؒ نے اس کی وجہ یہی لکھی ہے کہ حضور ﷺ کو چراغ کہا گیا اور سورج نہیں کہا گیا اور حالانکہ سورج چراغ سے زیادہ روشن اور چمکنے والا ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے چراغ روشن اس لئے فرمایا کہ جیسے ایک چراغ سے ہزاروں چراغ روشن ہوسکتے ہیں۔ ایسے ہی حضور علیہ السلام کے وجود باوجود سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے قلوب کو نور ہدایت سے منور فرمایا۔ اور حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ اَصْحَابِی کَالنُّجُومِ فَبِاَیِّھِمْ اقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ میرے صحابی مثل ستاروں کی ہیں۔ پس ان میں سے تم کسی کی بھی اَقتدا کروگے تو ہدایت پاؤگے اسی طرح سلسلہ بسلسلہ مخلوق خدا اس ایک سراج منیر سے اپنے دل نور ہدایت سے منور کرتی چلی آئی۔ برخلاف سورج کے کہ سورج سے کوئی چراغ روشن کرنا چاہے تو نہیں کرسکتا۔ چنانچہ امام فخر الدین رازیؒ نے بھی اپنی تفسیر ص ۷۸۹ جلد ۶ پر یہی لکھا ہے اور بھی بہت سی وجوہ لکھی ہیں۔ مگر اس وقت ہمیں بتانا یہ ہے کہ سراج کا معنٰی چراغ ہے نہ کہ سورج۔ تو اب تمہارا سراج کا معنٰی سورج کرنا اور پھر مرزاجی کی نبوت ثابت کرنا بنا الفاسد علی الفاسد ہے۔

جواب ۲

سبحان اللہ کیا ہی عجیب استدلال ہے۔ ذرا اتنا تو بتلایئے کہ تیرہ سو برس سے یہ سورج

کیا بغیر چاند کے ہی چلا آیا۔ یعنی مرزا صاحب سے قبل اتنی دراز مدت میں تو یہ سورج بغیر چاند کے رہا اور تیرہ سو برس کے بعد مرزا صاحب کے زمانہ میں آکر اس کے لئے چاند بنا افسوس کہ مرزا صاحب کی محبت میں عقل بھی روانہ ہوئی۔ آؤ میں تمہیں بتاؤں کہ محمد رسول اللہ ﷺ ایک ایسے سورج ہیں۔ کہ یہ سورج تو ان کا ایک ادنٰے سا پرتو اور کرشمہ ہے اس سورج کے لئے تو ایک چاند ہے اور شمس مدینہ ﷺ کے لئے ہزاروں چاند حضور ﷺ سے پہلے گزر چکے (یعنی انبیاء علیہم السلام) چونکہ سورج کے طلوع ہونے پر چاند بے نور ہوجاتا ہے۔ اسی واسطے محمد رسول اللہ ﷺ کے تشریف لے آنے سے پہلی تمام شریعتیں منسوخ ہوگئیں۔ اور حضور علیہ السلام کی شریعت قیامت تک کے لئے قائم کردی گئی اور چونکہ سورج جب تک موجود رہے چاند نہیں نکلتا۔ اسی طرح محمد رسول اللہ ﷺ جیسے سورج کے ہوتے ہوئے کوئی نبی نہیں آسکتا اور جیسے سورج کی روشنی میں کسی دوسری روشنی کی حاجت نہیں رہتی۔ ایسے ہی حضور پرنور محمد رسول اللہ ﷺ کی شریعت ہوتے ہوئے ہمیں کسی اور چاند کی حاجت نہیں۔ سورج کے ہوتے ہوئے چراغ روشن نہ کرے گا۔ مگر جس کو مراق ہوا اور جو بے وقوف و پاگل ہو۔

جواب ۳

نُورُ القمر مستفادٌ من نور الشمس چاند کی روشنی سورج کی روشنی سے حاصل کردہ ہے۔ مگر چاند سورج سے روشنی لے کر سورج نہیں کہلا سکتا۔ تو جب بقول تمہارے مرزا صاحب شمس مدینہ ﷺ کے لئے (نعوذ باللہ) چاند ہیں تو وہ حضور انور ﷺ سے فیض حاصل کرکے، نبی کیسے بن گئے۔

(۹) نویں دلیل

قرآن مجید میں آتا ہے:

اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۱۸۶)

میں دعا کرنے والے کی دعا سنتا ہوں۔ جبکہ وہ پکارے یعنی دعا سنی جاتی ہے اور مانگنے

والے کو خائب وخاسر نہیں رکھا جاتا۔اس کلیہ کے بعد دیکھئے کہ قرآن مجید کی پہلی ہی سورت میں ہمیں دعا سکھائی گئی ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم یعنی ہم کو سیدھے راستے کی ہدایت دے۔ پھر مستقیم راستہ کی تعریف فرمائی گئی۔ صراط الّذین انعمت علیھم۔یعنی راستہ ان لوگوں کا جن پر تو نے نعمتیں کیں۔اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ منعمین سے کون لوگ مراد ہیں اور وہ کون سی نعمت ہے جس سے ان کو اللہ تعالیٰ نے سرفراز فرمایا۔اس کا جواب بھی ہمیں کتاب اللہ میں ملتا ہے۔جہاں پر اللہ جل شانہ فرماتے ہیں۔وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ یَا قَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُلُوْكًا سورۃ آل عمران آیت نمبر ۲۰) اور جب کہا حضرت موسیٰ نے اپنی قوم کو کہ اے قوم یاد کرو اللہ کی اس نعمت کو جو تم پر ہوئی۔جب کہ تم میں سے اس نے نبی بنائے اور تم کو......... بادشاہ بھی بنایا۔اس آیت میں اللہ جلشانہ، نے یہ بیان فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل پر قومی طور سب سے بڑی جو نعمتیں ہوئیں......وہ نبوت اور بادشاہت تھیں۔پس اس کا ماحصل یہ ہوا کہ خدا تعالیٰ نے ایک دعا مسلمانوں کو سکھائی کہ منعمین کے انعام مانگو اور منعمین کے انعام خود گنوائے۔اور فرمایا کہ نبوت سب سے بڑا انعام ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ نبوت کا انعام قومی طور پر مانگنا خدا کا منشا ہے۔لیکن اگر حضرت سرور کائنات فخر دو عالم کے بعد دروازۂ نبوت بند ہوتا۔تو کبھی قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو یہ دعا نہ سکھاتا۔کیونکہ جو چیز دینی ہی نہیں اس کے متعلق یہ حکم دینا کہ مانگو۔حکیم کی شان اور قدوس کی ذات کے خلاف ہے۔(ٹریکٹ نبوت کی حقیقت منتخب کردہ محمد یامین ص ۴ تا ۵)

جواب ۱

کیوں مسلمانوں کا ایمان چھیننے کے درپے ہو۔تمہارے یہ فضول استدلال تار عنکبوت سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔خدارا ذرا انصاف سے بولنا کہ تم نے جو ماحصل نکالا ہے۔کہ ''پس اس بیان کا ماحصل یہ ہوا کہ خدا تعالیٰ نے ایک دعا مسلمانوں کو سکھائی کہ منعمین کے انعام مانگو۔'' یہ کہاں سے نکالا ہے۔یہ رب العزت جل شانہ، نے کس جگہ فرمایا ہے کہ منعمین کے انعام مانگو۔افسوس کہ تم خود صراط الذین انعمت کا یہ ترجمہ کر چکے ہو کہ ''یعنی راستہ

ان لوگوں کا جن پر تو نے نعمتیں کیں اور آگے چل کر یہ کہتے ہو کہ خدا تعالیٰ نے ایک دعا مسلمانوں کو سکھائی۔کہ منعمین کے انعام مانگو۔سچ ہے۔

دروغ گو را حافظہ نباشد!

ذرا عقل سے کام لو۔اللہ عزوجل تو مسلمانوں کو یہ دعا سکھا رہا ہے۔کہ منعمین کا راستہ مانگو۔یعنی جس راہ پر اللہ کے منعم لوگ چلے۔اے اللہ ہمیں بھی اسی راہ پر چلائیو! ذرا پھر سے نظر ثانی کر لو کہ اللہ تعالیٰ، یوں ارشاد فرماتا ہے۔

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ ''راہ ان لوگوں کا جن پر تو نے انعام کئے۔''

یوں نہیں فرماتا۔انعام الّذین انعمت علیھم کہ تمہارے معنی درست ہو سکیں۔

جواب ۲

اللہ تعالیٰ کا کلام سچا۔اس کا ہر ایک وعدہ سچا۔اس نے یہ فرمایا ہے۔اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ میں دعا کرنے والے کی دعا سنتا ہوں اور ہمیں یہ دعا بھی سکھلا دی۔کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔کہ اے مولا ہمیں سیدھے راستہ کی ہدایت دے۔ان لوگوں کے راہ کی ہدایت دے جن پر تو نے انعام کئے۔سو اللہ عزوجل نے اپنے فضل وکرم کے ساتھ ہمیں اس راہ پر رکھا۔جس پر اس کے منعم لوگ ہیں۔حضور علیہ السلام سے لے کر آج تک صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم تابعین کرام تبع تابعین علیہم الرحمۃ بڑے بڑے مجتہد اور عالم غوث وقطب اور ابدال غرضیکہ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰت والسلام کا اس امر پر اتفاق ہے کہ حضور اقدس ﷺ خاتم الانبیاء اور آخری نبی ہیں۔آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں۔اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہمیں اسی راہ پر رکھا کہ جس پر ساری امت کو چلتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔اور جس راہ میں آمد و رفت، بکثرت ہو۔وہی راہ مستقیم ہے۔کہ ہر کوئی سیدھے راستے کا طالب ہے۔

ہاں جن کے قلوب میں ابتدا ہی سے کجی رکھ دی گئی ہے۔وہ راہ مستقیم کے طالب ہرگز نہیں اور جب وہ دل سے راہ مستقیم کے طالب نہیں ہیں۔تو زبانی ان کا کہہ دینا کہ اھدنا

الصراط المستقیم کافی نہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ دلوں کو دیکھتا ہے۔ جب وہ جانتے ہیں کہ راہ مستقیم وہی ہے۔ جس پر امت محمدیہ علی نبیہا السلام چل رہی ہے۔ تو پھر اس راہ سے ہٹ کر کسی سنسان اور برباد راہ پر چلنا کہ جس پر نہ کوئی صحابی گزرا ہو۔ نہ تابعی نہ کوئی مجتہد نہ امام نہ کوئی محدث گذرا ہو۔ نہ فقیہہ۔ نہ کوئی عالم گزرا ہو۔ نہ کوئی بزرگ۔ اپنی جان سے عداوت اور اپنی جہالت ہے۔

جواب ۳

اور اگر تمہارے معنٰی بھی لئے جائیں کہ ایک دعا مسلمانوں کو سکھائی کہ منعمین کے انعام مانگو۔ تو بھی تمہارے دعویٰ کو مطلق تقویت نہیں پہنچتی۔ اس لئے کہ اللہ عزوجل کے انعام بہت سے ہیں۔ صرف ایک نبوت ہی انعام نہیں۔ تم نے خود جو آیت پڑھی ہے کہ اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْكُمْ اَنْۢبِیَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا۔ (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۲۰) اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ ایک انعام نبوت ہے اور ایک سلطنت ہے۔ ایسے ہی اور بھی بہت سے انعام ہیں۔ ایک انعام وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے صدیقین پر کیا ہے۔ ایک وہ ہے جو اس نے شہدا پر کیا ہے۔ ایک ایسا ہے جو صالحین پر ہوا ہے......... الغرض انعام بہت سے ہیں۔ اگر تم حق سبحانہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو ہرگز نہیں گن سکتے۔ تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام سے پہلی امتوں پر بھی انعام کرتا رہا۔ مگر نہ ایسا انعام کہ جیسا اس نے اس امت مرحومہ پر کیا۔ اس امت پر منعم حقیقی جل شانہ نے ایسا عظیم الشان انعام فرمایا کہ جس انعام کا اللہ عزوجل خود ذکر فرماتا ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۶۴) البتہ تحقیق اللہ عزوجل نے بہت بڑا احسان کیا مومنوں پر۔ جب کہ ان میں سے اس نے ایک رسول مبعوث فرمایا۔"

تو جبکہ اس عظیم الشان انعام کی یہ امت مالک ہو پھر اسے کسی اور انعام نبوت کی کب

حاجت رہ سکتی ہے کہ وہ اللہ سے مانگے۔ اسی لئے اللہ عزوجل نے حضور انور ﷺ کو خاتم النبیین فرما کر اس انعام کی حاجت باقی نہ رکھتے ہوئے اس انعام کو بند فرمادیا کہ اگر وہ بند نہ فرماتا۔ تو یہ انعام بے موقعہ صرف ہوتا۔ اور یہ حکیم کی شان اور قدوس کی ذات کے خلاف ہے اور جب کہ اللہ عزوجل اپنے سچے کلام میں فرما چکا ہے کہ حضور علیہ السلام خاتم النبیین ہیں۔ پھر صراط الذین انعمت علیهم (سورۃ فاتحہ آیت نمبر ۶) سے انعام نبوت بھی مراد لے لینا گویا کلام حق میں تناقص ثابت کرنا ہے۔ لہٰذا یہاں ہم انعام نبوت تو مراد لے نہیں سکتے۔ اور نہ ہی اللہ کا یہ منشاء ہے۔ ہاں اس کے ماسوا جتنے بھی انعام ہیں۔ وہ مراد ہو سکتے ہیں کہ ان کے مان لینے سے کلام حق میں تعارض نہیں پڑتا۔ اب معنٰی صاف ہے کہ اللہ جو فرما رہا ہے۔ "مانگو" وہ انعام نبوت کے ماسوا جو انعام ہیں۔ ان کے مانگنے کو فرما رہا ہے نہ کہ انعام نبوت کو فرماتا ہے۔ کہ مانگو۔ یہ تمہارا اعتراض کہ "جو چیز دینی ہی نہیں، اس کے متعلق یہ حکم دینا کہ مانگو، حکیم کی شان اور قدوس کی ذات کے خلاف ہے۔" جب صحیح ہو سکتا تھا جب کہ انعام بہت سے نہ ہوتے۔ بلکہ انعام نبوت ہی ایک انعام ہوتا۔ اور جبکہ انعام الٰہی بے شمار ہیں پھر ان میں سے ایک مخصص قطعی کے ساتھ مخصوص کر لینا موجب اعتراض ہرگز نہیں (اور یہ ساری تقریر اسی صورت میں ہے۔ جب کہ تمہارے معنٰی مان لئے جائیں کہ اللہ نے مسلمانوں کو دعا سکھائی کہ منعمین کے انعام مانگو ورنہ ہم تو اس معنٰی کو بالکل غلط ہی سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے ذکر کر آئے ہیں کہ اللہ کا منشاء تو یہ ہے کہ منعمین کا راستہ مانگو نہ کہ منعمین کے انعام مانگو)

دسویں دلیل

مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ۔ (سورۃ النساء آیت نمبر ۶۹) جو اللہ اور حضرت رسول کریم ﷺ کی اطاعت کرنے والے ہوں گے۔ وہ ان لوگوں میں سے ہوں گے۔ جن پر اللہ تعالیٰ نے نعمتیں کیں۔ اور وہ چار قسم کے لوگ نبی۔ صدیق۔ شہید صالح

ہیں۔'' یہ آیت دروازہ نبوت کے مسدود نہ ہونے پر نص صریح ہے۔ (نبوت کی حقیقت ص ۶)

جواب ۱

جناب والا معیت سے عینیت کس طرح ثابت کرلی۔ اس آیت میں تو حق سبحانہ، ان لوگوں سے جو اللہ اور اللہ کے رسول کے مطیع ہیں۔ یہ وعدہ فرمارہا ہے کہ ان کا حشر ان لوگوں کے ساتھ ہوگا۔ جن پر اللہ تعالیٰ نے نعمتیں کی ہیں۔ تم جو ترجمہ کرتے ہو......... ''وہ ان لوگوں میں سے ہوں گے۔ بالکل غلط ہے۔ اس لئے کہ ''مع'' مقاربت کے لئے آتا ہے۔ جیسے کہ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (سورۃ فتح آیت نمبر ۲۹) اور محمد رسول الله والذين معه الخ (سورۃ انفال آیت نمبر ۴۶) ظاہر ہے کہ یہاں ''مع'' بمعنیٰ ''ساتھ'' ہے اور اگر تمہارے معنیٰ لیا جائے تو لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ عین صابر ہو۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم عین محمد ﷺ ہوں تو کیا یہ صحیح ہے۔ اگر نہیں تو پھر آیت مذکورہ میں کس لئے اس کا معنیٰ ''میں سے'' کیا جاتا ہے؟

جواب ۲

علامہ جلال الدین سیوطیؒ اس آیت کے ماتحت حدیث نقل فرماتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عنها، قَالَتْ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ لَاَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ نَفْسِي وَاِنَّكَ لَاَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ وَلَدِيْ وَاِنِّي لَاَكُوْنَ فِي الْبَيْتِ فَاَذْكُرُكَ لَمَا اَصْبِرُ حَتّٰى آتِي فَاَنْظُرُوْا اِذَا ذَكَرْتُ مَوْتِيْ وَمَوْتَكَ عَرَفْتُ اِنَّكَ اِذَا دَخَلْتَ الْجَنَّةَ رُفِعْتَ مَعَ النَّبِيِّيْنَ وَاِنِّيْ اِذَادَخَلْتُ الْجَنَّةَ خَشِيْتُ اَنْ لَا اَرَاكَ فَلَمْ يَرُدْعَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْزَلَ۔

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یارسول اللہ (ﷺ) آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ محبوب

ہیں اور میری اولاد سے بھی زیادہ پیارے ہیں۔ اور تحقیق میں گھر میں ہوتا ہوں اور آپ کو یاد کرتا ہوں۔ تو بے قرار ہوجاتا ہوں۔ جب تک کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر جناب کی زیارت نہ کرلوں مجھے صبر نہیں آتا اور جب میں اپنی موت اور حضور کا وصال یاد کرتا ہوں۔ تو جان جاتا ہوں کہ آپ جب جنت میں تشریف لے چلیں گے تو آپ نبیوں کے ساتھ اٹھائے جائیں گے۔ اور میں جنت میں جاؤں گا تو ڈرتا ہوں کہ میں آپ کو نہ دیکھ سکوں گا۔ پس یہ آیت فوراً نازل ہوئی۔ کہ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ عَلَيْهِمْ الخ'' (سورۃ النساء آیت نمبر ۶۹) (درمنثور ص ۱۸۲)

یہ آیت مذکورہ کا شان نزول ہے۔ اب ذرا غور وتدبر کے ساتھ واضح ہوجاتا ہے کہ آیت میں ''مع'' کا معنیٰ ''ساتھ'' ہے۔ اس لئے کہ جو شخص حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے ان کی یہ عرض تھی۔ کہ حضور آپ تو جنت میں مقام انبیاء میں ہوں گے اور میں کہیں اور رہوں گا۔ مجھے اس امر کا ڈر ہے کہ میں شاید آپ کو وہاں دیکھ نہ سکوں گا۔ تو اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی کہ جو اللہ اور اللہ کے رسول کے مطیع ہیں۔ وہ قیامت کو انہیں لوگوں کے ساتھ ہوں گے۔ جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام واکرام کئے۔ گویا اللہ عزوجل اس شخص کو تسلی دے رہا ہے کہ جب تمہیں ہمارے محبوب سے اتنا پیار ہے کہ ان سے کہیں بھی جدا نہیں رہنا چاہتے تو ہم بھی تجھے قیامت کو اپنے محبوب کے ساتھ ہی رکھیں گے۔ نہ یہ کہ تجھے نبی ہی بنادیں گے ورنہ بتاؤ کہ کیا اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو نبی بنادیا تھا۔ اگر تمہارا معنیٰ صحیح ہو تو اس شخص کو بالطریق الاولیٰ نبی بننا چاہیئے تھا۔ مگر نہ وہ نبی بنا۔ نہ اس نے معاذ اللہ دعویٰ کیا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ تمہارے معنیٰ غلط ہیں۔ صحیح یہی ہیں کہ وہ لوگ منعمین کے ساتھ ہوں گے۔ یہی مطلب حضور علیہ السلام کے فرمان کا ہے۔ کہ المرء مع من احب آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔ نہ یہ کہ آدمی خود اپنا بعینہٖ محبوب بن جاتا ہے۔ علامہ اسمٰعیل حقی فرماتے ہیں۔ هٰذَا تَرْغِيْبٌ لِلْمُؤْمِنِيْنَ فِي الطَّاعَةِ حَيْثُ وُعِدُوا مُرَافَقَةَ اَقْرَبِ عِبَادِ اِلَى اللّٰهِ۔ یعنی یہ مومنین کے لئے ترغیب ہے۔ طاعت میں۔ بایں حیثیت کہ اللہ کے

مقرب لوگوں کی رفاقت سے وعدہ کئے گئے ہیں (روح البیان ص۲۳۴ ج۲)

معلوم ہوا کہ ''مع'' بمعنٰی ''ساتھ'' کے ہی ایسے ہی حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں اس شخص کا عرض کرتے ہوئے یہ کہنا کہ اِنَّكَ اِذَا دَخَلْتَ الْجَنَّةَ رُفِعْتَ مَعَ النَّبِيِّيْنَ اس امر پر صریح دال ہے کہ مع کا معنٰی ساتھ ہے۔ یعنی آپ جب جنت میں داخل ہوں گے تو آپ نبیوں کے ساتھ اٹھائے جائیں گے۔ اور اگر تمہارے معنٰی لئے جائیں۔ تو یہ معنٰی ہوا کہ آپ جب جنت میں تشریف لے چلیں گے۔ تو آپ نبی بنائے جائیں گے۔ تو لازم آیا کہ حضور ﷺ کُنْتُ نَبِيًّا وَّاٰدَمُ بَيْنَ الطِّيْنِ وَالْمَاءِ فرمانے والے قیامت کے روز نبی بنیں گے اور اب نہیں (معاذ اللہ) یہ عقیدہ تمہیں کو مبارک ہو۔

جواب۳

کیا مرزا صاحب سے قبل کوئی بھی مطیع نہ گزرا۔ ذرا ہوش میں آؤ۔ تمہیں خود بھی تو اطاعت اللہ اور اطاعت رسول کا دعویٰ ہوگا۔ تو بتاؤ کہ تم نبی ہو یا کون ہو۔ ارے اگر تمہارے معنٰی ہی صحیح ہوتے تو سب سے احق اور مقدم حضرت خلیفہ اول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ نبی ہوتے۔ ایسے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب کے سب، مطیع اللہ والرسول تھے۔ بڑے بڑے غوث قطب گذرے۔ مگر مرزا صاحب کے سوا تم نے سب کو نعوذ باللہ مطیع اللہ والرسول نہ سمجھا۔ (افسوس صد افسوس)

جواب۴

خدارا ذرا انصاف سے کہو کہ تم نے آیت پوری نقل کی ہے یا کچھ حصہ اس کا چھوڑ دیا ہے۔ افسوس کہ قصداً جان بوجھ کر مرزا صاحب کی خاطر یہ دھوکے بازیاں کی جاتی ہیں۔ ناظرین! اس آیت کے آگے اللہ عزوجل نے یوں فرمایا ہے کہ حسن اولٰٓئِكَ رفیقا یعنی جنہوں نے اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت کی۔ وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے۔ جن پر اللہ تعالٰی نے انعام کئے۔ نبیوں میں سے اور صدیقین میں سے اور شہداء صالحین میں سے اور وہ لوگ (یعنی جن پر اللہ تعالٰی نے انعام کئے) بہت ہی اچھے رفیق

ہیں۔ اب ناظرین خود فیصلہ کرلیں کہ رفیق ساتھی کو ہی کہتے ہیں یا نہیں۔

مرزائیو! کیا لاتقربو الصلوٰۃ والی حکایت تم لوگوں کو وراثت میں ملی ہے۔

قولہ۔ مع کے لفظ کے معنٰی من کے بھی آتے ہیں کہ ویسا ہی ہوجانا۔ (نبوت کی حقیقت ص۷)

اقول۔ ہاں آتے ہیں تو آئیں۔ تم یہ ثابت کرو کہ اس آیت میں بھی اس کے معنٰی من کے ہیں۔ مزا تو جب تھا کہ اگر ''بھی'' کا لفظ ہضم کر کے یوں کہتے کہ مع کے لفظ کے معنٰی من کے آتے ہیں مگر خیر تم لوگوں سے کچھ بعید بھی نہیں۔ کل کو یوں ہی لکھ دو گے۔ آپ کا شکریہ کہ آپ لفظ ''بھی'' تو لے آئے اور یہ تو بتا دیا کہ اس کے معنٰی ہر جگہ من کے نہیں آتے۔ سمجھ لو کہ ''مع'' کے حقیقی معنٰی ''ساتھ'' کے ہیں اور حقیقت جب متعذر یا متروک و مہجور ہو تو مجاز کی طرف جانا پڑتا ہے ورنہ حقیقت مقدم ہے۔ ''مع'' جہاں بھی بمعنٰی ''من'' آئے گا۔ وہ معنٰی مجازی ہوگا۔ مگر اس آیت میں جب کہ کوئی کسی قسم کا تعذر نہیں بلکہ ایک آیت میں ''مع'' کا حقیقی معنٰی ہی لینے کی تاکید کر رہی ہو تو پھر خواہ مخواہ معنٰی مجازی کی طرف جانا خلاف اصول اور علامت جہالت ہے۔

گیارھویں دلیل

کیا آپ کے بعد نبی نہ ہونا اچھی بات ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو پھر کیوں ایسے معنی نبی کریم ﷺ کے متعلق کئے جاتے ہیں حالانکہ یہ امت خیر امت ہے۔ لیکن بنی اسرائیل میں بے شمار نبی آتے رہے یہ اچھی خیر امت ہے کہ اس میں ایک نبی بھی آ نہیں سکتا۔ (احمدیہ پاکٹ بک ص۲۵۲)

جواب۱

گویا آپ ختم نبوت کا فیصلہ مخلوق کے اچھا یا برا کہنے پر کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ غلطی ہے۔ اجی اللہ تعالٰی جب فرما چکا۔ کہ حضور ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ خود آقائے مدینہ ﷺ ارشاد فرما چکے کہ میں آخری نبی ہوں۔ پھر اللہ اور اللہ کے رسول کے فیصلہ کر دینے کے بعد آپ مخلوق کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ افسوس، یاد رکھو کہ تمہیں مخلوق سے پوچھنے کا ہرگز ہرگز حق حاصل نہیں۔ اللہ تعالٰی کے افعال خالی از حکمت نہیں ہوتے وہ جو چاہے

سو کرے۔ ہمیں دخل اندازی کا حق حاصل نہیں۔ تمہیں اگر اس میں شک ہے تو اللہ سے
پوچھا ہوتا کہ اے اللہ! جب حضور علیہ السلام کے بعد نبی نہ ہونا اچھی بات نہیں تو پھر تم نے
کیوں فرمایا: وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کے بعد نبی نہ
ہونا ہی اچھی بات ہے۔ کیونکہ کسی شئے کا حسن وقبح شارع سے معلوم ہوسکتا ہے۔ اور شارع
علیہ السلام ایسے مدعیان نبوت کو جو آپ کے بعد دعوی کریں۔ دجال فرماتے ہیں۔ پھر اچھی
بات کیسے ہوئی۔

جواب ۲

حضور علیہ السلام کے بعد نبی نہ ہونا باعث علو شان محمدی اور باعث اعزاز امت محمدیہ
علیٰ صاحبہا السلام ہے۔ مثلاً ایک مدرس اعلیٰ منفرداً بغیر کسی اعانت غیر کے اپنے ہائی سکول
کے جمیع طلباء کو سبق دے دیتا ہے اور ایک دوسرے مڈل سکول کا مدرس اعلیٰ بغیر کسی دوسرے
مدرس کی مدد کے تمام طلبا کو سبق نہیں دے سکتا۔ بلکہ اس نے چھوٹے چھوٹے مدرس رکھ
چھوڑے ہیں۔ تو پہلا مدرس جو بغیر کسی معین کے اپنے ہائی سکول کے تمام اسباق پورے
کر دیتا ہے۔ اعلیٰ واعلم ہے۔ اس دوسرے مڈل سکول کے مدرس سے جو بغیر کسی معین کے
سارے اسباق تک نہیں نبھا سکتا۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طریق سے
حضور علیہ السلام کی فضیلت علی سائر الانبیاء ثابت کی ہے کہ اور انبیاء تو خاص خاص قوموں کی
طرف مبعوث ہوتے رہے اور حضور علیہ السلام وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ کا سہرا
سر باندھ کر مبعوث ہوئے۔ لہٰذا وہ شخص جو سارے جہان کے لئے ہادی ومعلم بن کر تشریف
لایا ہو۔ افضل ہے۔ اس سے جو ایک خاص قوم کی طرف مبعوث ہو۔ اس لئے ظاہر ہے کہ
ایک شخص کے دو دشمن ہیں اور وہ ان سے مقابلہ کر کے جیت جاتا ہے۔ اور ایک شخص کا ایک
سارا شہر دشمن ہے۔ اور وہ اس سارے شہر سے مقابلہ کر کے جیت جاتا ہے۔ تو یہ اس کی
بکمال درجہ بہادری اور فضیلت ہے۔ اس پہلے شخص سے جو دو دشمنوں سے مقابلہ کر کے
جیت چکا ہے۔ حضور اقدس ﷺ جب دنیا میں رونق افروز ہوتے ہیں تو جہان میں خصوصا

ملک عرب میں جو جو کچھ ہوتا تھا۔ سب پر واضح ہے ایسے ظالم اور وحشی لوگوں میں آپ
تشریف لا کر بحکم خداوند کریم سارے عالم کو مخاطب فرماتے ہیں۔ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ○ لَآ
اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ (سورۃ الکافرون آیت نمبر ۱،۲) اب ظاہر ہے کہ ایک شخص ایک شہر میں جا کر اہل
بلدہ کے مخالف آواز اٹھا کر اور انہیں بغیر کسی خوف کے برا کہہ کر تنہا ان سے مقابلہ کرتا ہے
اور پھر فتح یاب ہو کر اس شہر پر قبضہ کر کے حکومت کرنے لگ جاتا ہے۔ تو یہ اس کی کمال درجہ
کی بہادری اور فضیلت ہے۔

جواب ۳

اگر اس امت کا خیر امت ہونا اس امر کا مقتضی ہے کہ اس امت میں نبی آویں۔ تو
پھر چاہئے تھا کہ بنی اسرائیل کی طرح اس امت میں بھی بے شمار بلکہ اس سے بھی زائد نبی
آتے یہ اچھی خیر امت ہے کہ اس میں ایک ہی نبی آوے۔ خود تم مان چکے ہو۔ کہ بنی
اسرائیل میں بے شمار نبی آتے رہے تو افسوس ہے کہ بنی اسرائیل میں تو بے شمار نبی مانو اور
اس امت میں جسے خیر امت بھی کہتے ہو۔ ایک ہی نبی ثابت کرتے ہو۔ حضرت موسیٰ
علیہ السلام کے زمانہ مبارکہ میں ہی حضرت یوشع علیہ السلام اور حضرت شعیب علیہ السلام
بلکہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ساتھ ہی ان کے برادر حضرت ہارون علیہ السلام نبی موجود
تھے۔ تو پھر اس امت میں جو خیر امت ہے۔ کیا وجہ کہ حضور اقدس ﷺ کے زمانہ
مبارکہ میں پھر آج تک اور کوئی نبی نہ ہوا۔

بارھویں دلیل

نبوت نعمت ہے۔ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ
اَنْۢبِيَآءَ۔ (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۲۰) تو گویا نعوذ باللہ آپ رحمۃ للعالمین نہیں بلکہ
لوگوں کے لئے منحوس ہیں کہ انعام کو بند کر دیا۔ (احمدیہ پاکٹ بک ص ۳۷۶)

جواب ۱

یہ اعتراض کفار عرب نے کیا تھا۔ علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ روح البیان ص

۱۸۸ ج ۷ میں فرماتے ہیں۔ لَمَّا نَزَلَ قَوْلُہٗ (وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ) اِسْتَغْرَبَ الْکُفَّارُ کَوْنَ بَابِ النُّبُوَّۃِ مسدودا! کہ جب اللہ تعالیٰ نے آیت خاتم النبیین نازل فرمائی تو کفار نے حضور اقدس ﷺ کے وجود باوجود سے دروازہ نبوت کا بند ہو جانا ایک نادر اور عجیب امر سمجھا۔ یعنی انہوں نے بھی یہی کہنا شروع کیا۔ کہ حضور علیہ السلام سے پہلے تو انبیاء آتے رہے مگر کیا وجہ کہ حضور علیہ السلام نے آکر دروازۂ نبوت بند کر دیا سچ ہے۔

کند ہمجنس با ہمجنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز!

جواب ۲

یہ انعام اللہ عزوجل نے کبھی بغیر ضرورت کے کسی پر نہیں کیا اور جب کہ محمد رسول اللہ ﷺ ...... اللہ عزوجل سے وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ (سورۃ سبا، آیت ۲۸) اور وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ۔ (سورۃ انبیاء آیت نمبر ۱۰۷) کا انعام لے کر رونق افروز ہوئے ہیں تو پھر عالم کو کیا ضرورت کہ کسی اور نبی کا مقتضی ہو۔ حضور ﷺ کا اس امت پر یہ انعام کہ اسے لقب خیر امت سے ملقب فرمایا جانا اور پھر آقائے نامدار احمد مختار علیہ السلام کی خاطر اس امت سے کئی تکالیف کا اٹھالینا۔ اور تھوڑے عمل پر زیادہ اجر کا ملنا۔ سب امتوں سے پہلے جنت میں جانا۔ اور اللہ تعالیٰ کا اسے نظر کرم ورحم سے دیکھنا ہی ایسے ایسے اس امت پر انعام ہیں کہ جن کا شکریہ ہم سے ہرگز ادا نہیں ہوسکتا۔ پھر تم یہ گستاخانہ لفظ منہ سے نکالتے ہو کہ آپ کو خاتم النبیین ماننے سے آپ نعوذ باللہ منحوس ثابت ہوتے ہیں۔ ارے حضور علیہ السلام کا تشریف لانا ایک ایسا زبردست اور عظیم الشان انعام ہے کہ جس پر ہر ایک مسلمان کو فخر ہے اور انعام یہ نہیں کہ صرف مکے والوں کے لئے ہے یا صرف مدینہ والوں کے لئے۔ نہیں بلکہ یہ انعام الٰہی دونوں جہان کے لئے ہے۔ جن وانس ملائکہ حور وغلمان کے لئے ہے۔ اور سب ہی کو فخر ہے اس امر کا کہ اللہ عزوجل نے آقائے نامدار مدنی تاجدار احمد مختار ﷺ کو وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ (سورۃ سبا، آیت نمبر ۲۸) کا سر سہرا باندھ کر اور

تمام پیغمبروں کا سردار وخاتم النبیین بنا کر دنیا میں مبعوث فرمایا ہے کیا یہ انعام الٰہی کم ہے۔ جو ہم اب پھر انعام نبوت کے خواہاں ہوں اور ہمیں اپنے نبی کے سوا کسی اور نبی کی حاجت ہو اور جب تم نے حضور علیہ السلام کے سوا ایک اور نبی بنالیا تو گویا نعوذ باللہ آپ رحمۃ للعالمین نہیں۔ اس لئے کہ تم اگر حضور علیہ السلام کو دو جہان کی رحمت اور رسول مانتے تو کسی دوسرے کا دامن ہرگز نہ پکڑتے۔

جواب ۳

کیا رسالت یعنی نبوت تشریعیہ نعمت نہیں؟ اگر ہے تو حضور علیہ السلام کے قبل تو رسول آتے رہے۔ مگر حضور علیہ السلام کے بعد تم بھی نہیں مانتے۔ فما ھوجوابکم فھو جوابنا..........!

بارھویں دلیل

قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاھِدًا عَلَیْکُمْ کَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا (سورۃ مزمل آیت ۱۵) ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا۔ جیسے کہ ہم نے فرعون کیطرف رسول بھیجا۔ یہاں حضور علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام کیساتھ تشبیہ دی گئی ہے اب یہ تشبیہ جب پوری ہوگی اگر حضور کے بعد بھی انبیاً آویں۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام کے بعد بموجب آیت۔

قَفَّیْنَا مِنْ بَعْدِہٖ بِالرُّسُلِ۔ (سورۃ بقرہ آیت نمبر ۸۶) آئے ورنہ تشبیہ صحیح نہیں۔

جواب ۱

واہ سبحان اللہ! کیا ہی عجیب استدلال ہے۔ کیوں جناب کیا مشبہ اور مشبہ بہ میں۔ من کل الوجوہ تشبیہ ہوا کرتی ہے۔ اگر ایک پہلوان کو شیر سے تشبیہ دیتے ہوئے کہا جائے کہ ھو کاالاسد وہ شیر جیسا ہے تو کیا بعینہ درندہ بن جائے گا اسے کیا دم بھی لگ جائے گی۔ نہیں ہرگز نہیں اسے تو صرف قوت میں تشبیہ دی گئی ہے۔ ایسے ہی حضور علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے صرف رسالت میں تشبیہ دی ہے۔ ورنہ موسیٰ علیہ السلام تو

صرف فرعون کی طرف مبعوث ہوئے۔ برخلاف محمد رسول اللہ ﷺ کے کہ آپ سارے
عالم کی طرف مبعوث ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہی اور نبی موجود تھے۔ جیسے کہ ہارون
اور یوشع، اور شعیب علیہم السلام۔ برخلاف محمد رسول اللہ ﷺ کے کہ تم بھی مانتے ہو کہ
آپ کے زمانہ مبارکہ میں کوئی نبی نہ تھا اور پھر موسےٰ علیہ السلام کے انتقال کے بعد متواتر نبی
آتے رہے۔ برخلاف حضور علیہ السلام کے کہ تم بھی مانتے ہو کہ مرزا صاحب سے قبل اتنی
درازمدت میں کوئی نبی نہ آیا۔ موسیٰ علیہ السلام دنیا میں رونق افروز ہوتے ہی دریا میں ڈالے
گئے۔ برخلاف ہمارے نبی ﷺ کے کہ موسیٰ علیہ السلام کے حق میں اللہ نے وَقَفَّيْنَا مِنْۢ
بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ فرمایا۔ ہمارے آقا کے حق میں اللہ تعالیٰ نے وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ
وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ فرمایا۔

الغرض اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حضور علیہ السلام کو من کل الوجوہ تشبیہ
ہوتی۔ تو ان باتوں میں بھی موافقت ضروری تھی۔

جواب ۲

کیوں جناب آپ نے یہ فضول استدلال کرتے ہوئے حقیقۃ الوحی ص ۱۰۱ (روحانی
خزائن جلد نمبر ۲۲ صفحہ نمبر ۱۰۱) پر نظر نہ کرلی۔ کہ مرزا صاحب اسی آیت کو اپنے آپ پر چسپاں کررہے
ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بھی نازل کی ہے۔ ذرا حقیقۃ الوحی کا صفحہ
ایک سو ایک دیکھ کر پھر مجھے بتاؤ۔ کہ کیا مرزا صاحب بھی موسیٰ علیہ السلام کی طرح مستقل
رسول ہیں اور کیا وہ موسیٰ علیہ السلام کی تمام خصوصیات سے بھی مماثل ہیں۔ چاہیئے تو اب
یونہی کہ مرزا صاحب کے بعد بھی بعینہ اسی طرح بے شمار نبی آتے رہیں۔ جیسے کہ حضرت
موسیٰ علیہ السلام کے بعد آتے رہے۔ اب جو تمہارا جواب وہی ہمارا جواب۔

تیرھویں دلیل

اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ (سورۃ الحج آیت نمبر ۷۵)

جواب

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ ”اللہ ہی چنتا ہے فرشتوں میں سے رسول اور انسانوں میں
سے۔“ اور اس کا ترجمہ یوں کرنا کہ چنتا رہے گا گویا قرآن میں تناقض ثابت کرنا ہے۔ اور
حالت تناقض میں قرآن کا من عند اللہ ثابت نہ ہوگا۔ لہٰذا یہ ترجمہ کرنا کہ چنتا رہے گا بلکہ اس
آیت میں تو اس امر کا بیان ہے کہ رسول دو قسم پر ہیں۔ انسان اور ملک (فرشتہ) اور اس امر
کا رد ہے کہ رسول...... انسان نہیں ہوسکتا۔ علامہ نسفیؒ فرماتے ہیں:

(ومن الملٰئكة رسلا) كجبرئيل وميكائيل واسرافيل وغيرهم
(ومن الناس) رسلا كابراهيم وموسٰى وعيسٰى ومحمد
وغيرهم عليهم السلام۔ هٰذا ردّ لما انكروه من ان
يكون الرسول من البشر و بيان ان رسل الله على
ضربين ملك وبشر (مدارک التنزیل جلد ۳ ص ۸۶)

یعنے فرشتوں میں سے اللہ تعالیٰ نے جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل وغیرہم رسول
چنے اور انسانوں میں سے حضرت ابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ اور حضور علیہم السلام چنے۔ یہ رد ہے
ان کا جو کہتے ہیں رسول انسانوں سے نہیں ہوسکتا۔ اور بیان ہے اس امر کا کہ رسول دو قسم پر
ہیں۔ ملک اور انسان۔“

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اس آیت میں اللہ کا منشا یہ نہیں کہ وہ حضور علیہ السلام
کے بعد بھی رسول چنتا رہے گا۔ علامہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وَمِنَ النَّاسِ كَاَنْبِيَائِهِ الَّذِيْنَ اَرْسَلَهُمْ اِلٰى عِبَادِهٖ مِنْ
بَنِيْ اٰدَمَ۔ (ابن جریر جلد ۷ ص ۱۲۸)

”اللہ ہی چنتا ہے رسول ملائکہ سے اور انسانوں سے جیسے کہ وہ نبی جنہیں اس نے
اپنے بندوں کی طرف بھیجا۔“

تو معلوم ہوا کہ اس کا ترجمہ یہ نہیں کہ چنتا رہے گا۔ بلکہ یہاں وہ انبیاء مراد

ہیں۔جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی طرف بھیج چکا۔علامہ جلال الدین سیوطیؒ ایک صحیح حدیث سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں۔فرمایا:

اخرج الحاکم وصححه عن ابن عباس رضی الله عنهما قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله اصطفی موسی بالکلام وابراهیم بالخلة.

یعنی حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو کلام کے ساتھ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلۃ کے ساتھ چن لیا۔ (درمنثور جلد۳ص۳۷۰)

معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام خود فرما گئے کہ ایسا نہ سمجھ لینا کہ میرے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے رسول چننے کا وعدہ فرمایا ہے۔بلکہ اس آیت میں تو اللہ عزوجل نے ان نبیوں کے متعلق ذکر فرمایا ہے۔جنہیں وہ مبعوث فرما چکا مثلاً موسیٰ علیہ السلام کو کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے کلام کے ساتھ چن لیا اور ابراہیم کہ انہیں اللہ عزوجل نے خلت کے ساتھ چن لیا۔

چودھویں دلیل

قُوْلُوْا اِنَّهٗ خَاتَمُ الْاَنْبِيَاءِ وَلَاتَقُوْلُوْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ۔ کہو خاتم الانبیاء ہیں مگر یہ نہ کہو کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔ (تکملہ مجمع البحار ص۸۵)

جواب ۱

یہ قول صاحب تکملہ مجمع البحار نے بے سند نقل کیا ہے لہذا یہ احادیث اصحاح کے مقابلہ میں نہیں آسکتا۔ارے جب خود حضور اقدس ﷺ سے متعدد مقامات پر ثابت ہو چکا کہ آپ خود فرماتے ہیں۔لَانَبِيَّ بَعْدِيْ۔اگر لانبی کہنا خطا ہوتا تو حضور اقدس ﷺ کیوں فرماتے۔معلوم ہوا کہ یہ قول بے سند قابل حجت نہیں۔

جواب ۲

اگر مان بھی لیا جائے کہ یہ قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے۔تو ہم کہیں گے کہ ذرا خدا سے ڈر کر تکملہ مجمع البحار میں اسی قول کے آگے متصلاً جو جملہ ہے۔اسے بھی لوگوں کو پڑھ کر

سنا دو کہ صاحب مجمع البحار اس قول کے آگے خود تصریح فرما رہے ہیں۔ هٰذا ناظر الی نزول عیسیٰ۔یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا قولوا انه خاتم الانبیاء ولا تقولو الانبی بعده حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کو مدنظر رکھ کر فرمایا ہے یعنی چونکہ حضرت عائشہ حضور سے معلوم کر چکی تھیں کہ حضور کے بعد عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے اسلئے حضرت عائشہ نے فرمایا کہ حضور کو خاتم النبیین تو کہو اور یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جو بھی آنا ہے۔بتایئے صاحب اس قول سے تو تمہارے ہی عقیدہ باطلہ وفات مسیح کی تردید ثابت ہو رہی ہے۔اجرائے نبوت کو تو ذرا بھی اس سے تقویت نہیں پہنچ رہی۔

جواب ۳

افسوس کہ آپ نے پوری عبارت نقل نہیں کی۔اور کیسے کرتے ہے کہ محض دھوکا دینا مقصود ہے۔تکملہ مجمع البحار کی پوری عبارت یوں ہے:

وَفِیْ حَدِیْثِ عِیْسٰی اَنَّهٗ یَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَزِیْدُ فِی الْحَلَالِ ای یَزِیْدُ فِیْ حَلَالِ نَفْسِهٖ بِاَنْ یَتَزَوَّجَ وَیُوْلَدَ لَهٗ وَکَانَ لَمْ یَتَزَوَّجْ قَبْلَ رَفْعِهٖ اِلَی السَّمَاءِ فَزَادَ بَعْدَ الْهُبُوْطِ فِی الْحَلَالِ عَیْنَهٗ یُؤْمِنُ کُلُّ اَحَدٍ مِنْ اَهْلِ الْکِتَابِ مُتَیَقَّنٌ بِاَنَّهٗ بَشَرٌ وَقَالَ عَائِشَةُ قُوْلُوْا اِنَّهٗ خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ وَلَاتَقُوْلُوْا لَانَبِیَّ بَعْدَهٗ وَهٰذَا نَاظِرٌ اِلٰی نُزُوْلِ عِیْسٰی۔

ترجمہ: اور حدیث عیسیٰ علیہ السلام میں یہ آتا ہے کہ وہ خنزیر کو قتل کریں گے۔صلیب کو توڑیں گے۔"اپنے نفس کے حلال میں زیادتی کریں گے بیاں طور کہ وہ نکاح کریں گے اور اولاد ہوگی اور آسمان پر تشریف لے جانے کے قبل وہ کنوارے تھے۔پس آسمان سے اترنے کے بعد حلال میں زیادتی کریں گے پس اس وقت اہل کتاب سے ہر ایک ان پر ایمان لائے گا۔اور انہیں انسان ہی یقین کرے گا۔اور حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام کو خاتم

الانبیا تو کہو یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں یہ قول ناظر ہے نزول عیسیٰ علیہ السلام کی طرف۔" انتہیٰ کیوں جناب لاتقربوا الصلوۃ والا واقعہ ہوا یا نہ ہوا۔ ہم پوچھتے ہیں کہ اگر مجمع البحار کی عبارت تمہارے ہاں حجت ہے تو ساری عبارت پر ایمان لاؤ اور مانو کہ عیسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں۔ آسمان سے اتریں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے۔ صلیب کو توڑیں گے۔ اور اگر نہیں تو پھر کس منہ سے مجمع البحار کی عبارت کا اتنا سا حصہ پیش کر دیا۔ یا تو ساری عبارت پر ایمان لاؤ۔ یا ساری کو چھوڑو اور اس واحد قہار سے ڈرو۔

پندرھویں دلیل

لَوْعَاشَ اِبْرَاهِیْمُ لَکَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا۔ (ابن ماجہ)

اگر ابراہیم زندہ ہوتے تو ضرور وہ سچے نبی ہوتے۔ (احمدیہ پاکٹ بک ص ۲۵۸)

جواب

افسوس! اگر تمہارا مقصود مخلوق خدا کو گمراہ کرنا نہ ہوتا اور اگر تمہارے دل میں خوف خدا جاگزین ہوتا۔ تو اس حدیث کو ہرگز ہرگز پیش نہ کرتے۔ کیونکہ یہ حدیث بڑی ضعیف ہے۔ بڑے بڑے محدث اسے باطل غیر صحیح ناقابل اعتبار بتارہے ہیں۔ سنو! تم نے اس حدیث کو بے سند نقل کیا ہے۔ ہم اس کی سند لکھ کر بتاتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے اور اس میں ایک راوی ایسا ہے۔ جس پر محدثین نے سخت جرح کی ہے۔

حدثنا عبدالقدوس بن محمد ثنا داؤد بن شبیب الباھلی ثنا ابراھیم بن عثمان ثنا احکم بن عتیمہ عن مقسم عن ابن عباس الخ (ابن ماجہ ص ۱۱۰ مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی)

یہ اس حدیث کی سند ہے۔ اس میں ابراہیم بن عثمان جو راوی ہے۔ وہ سخت مجروح اور متروک الحدیث ہے۔ کاش کہ تم ابن ماجہ کے حاشیہ پر ہی نظر ڈال لیتے کہ شیخ عبدالغنیؒ دہلوی مدنی محشی ابن ماجہ فرماتے ہیں۔

وَقَدْ تَکَلَّمَ بَعْضُ النَّاسِ فِیْ صِحَّۃِ ھٰذَا الْحَدِیْثِ کَمَا ذَکَرَہُ السَّیِّد

یعنی اس حدیث کی سند میں ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان آتا ہے اور وہ ضعیف ہے۔.....اور مرقاۃ کے اسی صفحہ پر ہے۔ نیز..... مواہب لدنیہ کے ص ۲۰۰ ج ا پر ہے۔

وَقَالَ النَّوَوِی فِی تھذیبہ وَاَمَّا مَارُوِیَ عَنْ بَعْضِ الْمُتَقَدِّمِیْنَ حَدِیْثُ لَوْعَاشَ اِبْرَاهِیْمُ لَکَانَ نَبِیًّا فَبَاطِلٌ۔

یعنی علامہ نوویؒ اپنی تہذیب میں فرماتے ہیں کہ بعض متقدمین سے جو حدیث روایت کی گئی ہے کہ اگر ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہوتے۔ یہ باطل ہے۔"

اور پھر مرقاۃ کے اسی صفحہ پر اور ابن ماجہ میں اسی حدیث کے حاشیہ پر اور مدارج النبوۃ کے ص ۲۶۷ ج ۲ پر اور مواہب لدنیہ کے ص ۲۰۰ پر ہے کہ

قَالَ ابْنُ عَبْدِالْبَرِّ لَا اَدْرِیْ مَاھٰذَا۔ یعنی ابن عبدالبر نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ یہ روایت کیا ہے۔"

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

و در روضۃ الاحباب ایں را ایں چنیں نقل کردہ و گفتہ کہ آنچہ از سلف منقول است کہ ابراہیم پسر پیغمبر ﷺ در حالت صغر وفات یافت واگرے زیستے پیغمبرے شود بصحت نرسیدہ و اعتبارے ندارد۔ (مدارج النبوۃ ص ۲۶۷ ج ۲)

یعنی روضۃ الاحباب میں ہے کہ وہ روایت جو سلف سے منقول ہے کہ حضور علیہ السلام کے صاحبزادے ابراہیم بچپن میں ہی رحلت فرما گئے۔ اور اگر زندہ رہتے تو نبی ہوتے۔ صحت کو نہیں پہنچی اور قابل اعتبار نہیں۔"

کیوں صاحب! اگر آپ کو ذرا بھی خوف خدا ہوتا تو کیا آپ ایسی حدیث پیش کر کے مخلوق خدا کو گمراہ کرنے کی جرأت کرتے۔ جس حدیث پر کہ محدثین سو طرح کی جرح کر چکے ہوں۔ اور جس کے راوی کو ضعیف غیر قوی اور منکر الحدیث متروک الحدیث غیر ثقہ ساقط وغیرہ لکھ چکے ہوں۔ افسوس صد ہزار افسوس کہ مرزا صاحب کی محبت میں آپ لوگ حق کی بالکل پروا نہیں کرتے۔

وَقَالَ اَبُوْحَاتِمٍ ضَعِيْفُ الْحَدِيْثِ سَكَتُوْا عَنْهُ وَتَرَكُوْا حَدِيْثَهٗ۔

اور ابو حاتم نے کہا کہ وہ ضعیف الحدیث ہے محدثین نے اس سے سکوت کیا اور اس کی حدیث کو چھوڑ دیا۔

وَقَالَ الْجَوْزَانِيُّ سَاقِطٌ اور جوزانی نے کہا کہ وہ ساقط ہے۔

وَقَالَ صَالِحٌ جرزه ضعيف لايكتب حديثه۔

اور صالح جرزہ نے کہا کہ وہ ضعیف ہے۔اس کی حدیث نہ لکھی جائے

روى عن الحكم احاديث مناكير۔اس نے حکم[1] سے منکر حدیثیں روایت کی ہیں:

وَقَالَ ابوعلى النيسا پورى ليس بالقوى۔اور ابو علی نیشاپوری نے کہا کہ وہ قوی نہیں۔

وَقَالَ مُعَاذُ ابْنُ مُعَاذَ الْعَنْبَرِىُّ كَتَبْتُ اِلٰى شُعْبَةَ وَهُوَ بِبَغْدَادَ اَسْاَلُهٗ عَنْ اَبِىْ شَيْبَةَ الْقَاضِىْ اَرْوِىْ عَنْهُ فَكَتَبَ اِلَىَّ لَاتَرْوِ عَنْهُ فَاِنَّهٗ رَجُلٌ مَذْمُوْمٌ......

اور معاذ بن معاذ نے کہا کہ میں بغداد میں شعبۃ کی طرف لکھ کر یہ پوچھا کہ میں ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان سے روایت کروں تو انہوں نے مجھے لکھا کہ اس سے روایت مت کرو کہ وہ ایک برا شخص ہے۔

وَقَالَ ابْنُ سَعْدٍ كَانَ ضَعِيْفًا فِى الْحَدِيْثِ اور ابن سعد اسے حدیث میں ضعیف کہتے ہیں۔وَقَالَ الدَّارُقُطْنِىُّ ضَعِيْفٌ اور دارقطنی نے کہا کہ وہ ضعیف ہے۔

(تہذیب التہذیب جلد اول صفحہ ۱۴۴ تا ۱۴۵)

علامہ علی قاریؒ فرماتے ہیں:

وَفِىْ سَنَدِهٖ اَبُوْ شَيْبَةَ اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ عُثْمَانَ الْوَاسِطِىُّ وَهُوَ ضَعِيْفٌ

(مرقاۃ ص ۳۹۸ جلد ۵ کذافی مواہب لدنیہ ص ۳۱۰ ج ۱)

[1] حدیث زیر بحث بھی اس نے حکم سے ہی روایت کی ہے

جَمَالُ الدِّيْنِ الْمُحَدِّثُ. یعنی تحقیق بعض محدثین نے اس حدیث کی صحت میں کلام کی ہے۔جیسے کہ ذکر کیا اس کا سید جمال الدین محدث نے۔"

اور پھر فرمایا:

رَوَى ابْنُ مَاجَةَ بِسَنَدٍ فِيْهِ اَبُوْشَيْبَةَ اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ عُثْمَانَ الْعَبَسِىُّ قَاضِىْ وَاسِطٍ وَهُوَ مَتْرُوْكُ الْحَدِيْثِ

یعنی اس حدیث کو ابن ماجہ نے ایسی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔جس میں ابراہیم بن عثمان آتا ہے اور وہ متروک الحدیث ہے۔"

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"و در سند ایں حدیث ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان واسطی است و وے ضعیف است"

(مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۲۶۷)

یعنی اس حدیث کی سند میں ابراہیم بن عثمان آتا ہے اور وہ ضعیف ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی تہذیب التہذیب میں ابراہیم بن عثمان کے متعلق فرماتے ہیں:

قَالَ اَحْمَدُ وَيَحْيٰى وَاَبُوْدَاؤدَ ضَعِيْفٌ بِثِقَةٍ۔

احمد اور یحیٰ اور ابوداؤد نے کہا کہ وہ ضعیف ہے۔

وَقَالَ يَحْيٰى اَيْضًا لَيْسَ بِثِقَةٍ۔

یحیٰ نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ ثقہ نہیں۔

وَقَالَ الْبُخَارِىُّ سَكَتُوْا عَنْهُ۔

اور بخاری نے کہا ہے کہ محدثین نے اس سے سکوت کیا ہے۔

وَقَالَ التِّرْمِذِىُّ مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ

اور ترمذی نے کہا کہ وہ منکر الحدیث ہے۔

وَقَالَ النَّسَائِىُّ وَالدُّوْلَابِىُّ مَتْرُوْكُ الْحَدِيْثِ۔

اور نسائی اور دولابی نے اسے متروک الحدیث کہا ہے۔

جواب ۲

افسوس کہ اپنے مطلب کی کہی۔ اس حدیث سے پہلے ساتھ ہی جو حدیث ابن ماجہ میں آتی ہے۔ ذرا اسے بھی لکھ دیا ہوتا تا کہ اس حدیث کا مطلب صاف ہو جاتا۔ مگر لکھتے کیوں۔ جب کہ تمہارا مقصود ہی لوگوں کو گمراہ کرنا ہے۔ سنو۔ اس حدیث کے ساتھ ہی۔ یہ حدیث آتی ہے۔ حضرت اسمٰعیل بن خالد نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی سے فرمایا:

رَاَيْتَ اِبْرَاهِيْمَ ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ کیا آپ نے حضور علیہ السلام کے صاحبزادے ابراہیم کو دیکھا...... انہوں نے فرمایا کہ مَاتَ وَهُوَ صَغِيْرٌ وَلَوْ قُضِيَ اَنْ يَّكُوْنَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيٌّ لَعَاشَ ابْنُهٗ وَلٰكِنْ لَانَبِيَّ بَعْدَهٗ (ابن ماجہ مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی ص ۱۰)

کہ وہ بچپن میں رحلت فرما گئے۔ اگر یہ مقدر ہوتا کہ حضور علیہ السلام کے بعد بھی نبی ہو۔ تو البتہ وہ زندہ رہتے لیکن حضور علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں'' یہ حدیث بخاری شریف میں بھی ہے (دیکھو ص ۶۱۳ پ ۲۵ باب من تسمی باسماء الانبیاء) اور یہ حدیث صحیح ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالغنی محدث دہلوی محشی ابن ماجہ فرماتے ہیں:

اَلَّذِيْ اَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ فِيْ بَابِ تُسَمَّى بِاَسْمَاءِ الْاَنْبِيَاءِ صَحِيْحٌ لَاشَكَّ فِيْ صِحَّتِهٖ وَقَدْ اَخْرَجَ الْمُؤَلِّفُ اَيْضًا بِهٰذَا الطَّرِيْقِ مِنْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ نُمَيْرٍ الخ (برحاشیہ ابن ماجہ ص ۱۱۰)

ترجمہ: یعنی جس حدیث کا بخاری نے باب میں من تسمی باسماء الانبیاء میں اخراج کیا ہے وہ صحیح ہے اس کی صحت میں کوئی شک نہیں اور اس حدیث کا محمد بن عبداللہ نمیر سے اسی طریق سے ابن ماجہ نے بھی اخراج کیا ہے۔

علامہ قسطلانیؒ نے مواہب لدنیہ ص ۲۰۰ ج ا پر ایک حدیث نقل کی ہے کہ:

قَدْ رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ قَالَ لَوْبَقِيَ يعني اِبْرَاهِيْمَ ابْنَ

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكَانَ نَبِيًّا وَلٰكِنْ لَمْ يَبْقَ لِاَنَّ نَبِيَّكُمْ اٰخِرُ الْاَنْبِيَاءِ۔ یعنی انس بن مالک فرماتے ہیں کہ اگر ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہوتے۔ لیکن وہ زندہ نہ رہے۔ اس لئے کہ تمہارے نبی آخر الانبیاء ہیں۔ حضرت ابن ابی اوفی کی حدیث میں آتا ہے۔

لَوْ كَانَ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيٌّ لَمَا مَاتَ ابْنُهٗ اگر حضور علیہ السلام کے بعد نبی ہوتا۔ تو آپ کے صاحبزادے رحلت نہ فرماتے۔ (مواہب لدنیہ ص ۲۰۱ ج ا)

اب تمہاری حدیث لوعاش ابراهیم لکان نبیا کا مطلب صاف ہے کہ اگر حضور علیہ السلام کے بعد نبی آنا ممکن ہوتا تو ابراہیم زندہ رہتے اور نبی ہوتے۔ مگر حضور علیہ السلام چونکہ آخر الانبیا اور خاتم النبیین ہیں۔ لہذا ابراہیم زندہ نہ رہے اور ان کا زندہ رہنا بھی محال تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فرمان گزر چکا ہے کہ وہ فرماتے ہیں:

يُرِيْدُ لَوْلَمْ اَخْتِمْ بِهِ النَّبِيِّيْنَ لَجَعَلْتُ لَهٗ اِبْنًا يَكُوْنُ بَعْدَهٗ نَبِيًّا (خازن)

یعنی اللہ تعالیٰ آیت وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ میں یہ ارادہ فرماتا ہے کہ اگر میں حضور علیہ السلام کے وجود باوجود سے نبیوں کو ختم نہ کرتا۔ تو آپ کو بیٹا دیتا۔ جو آپ کے بعد نبی ہوتا۔

اور فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ لَمَّا حَكَمَ اَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ لَمْ يُعْطِهٖ وَلَدًا ذَكَرًا يُصِيْرُ رَجُلًا (خازن)

یعنی جب اللہ نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں۔ تو آپ کو ایسا بیٹا ہی نہیں دیا جو مبلغ رجال تک پہنچ جاتا۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

تقریظ!

حضرت والدی المعظم فقیہہ اعظم حضرت مولانا ابو یوسف صاحب محدث کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ

میں نے عزیزم مولوی محمد بشیر زاد علمہ کے رسالہ ''ختم نبوت'' کو اول سے آخر تک دیکھا۔ نہایت مدلل پایا۔ اللہ تعالیٰ اس کے علم وعمل میں برکت کرے۔ عزیز موصوف نے مسئلہ ختم نبوت کو متعدد دلائل سے ثابت کر کے ''مرزائیوں'' کی ایک ایک دلیل کے کئی کئی جوابات دیئے ہیں مرزائی تعلیم کی زہریلی ہوا سے بچنے کے لئے اس رسالہ کا مطالعہ ہر ایک مسلمان کے لئے لازم ہے۔ یہ رسالہ اپنا نظر آپ ہے۔

تقریظ!

حضرت مولانا مفتی محمد امام الدین صاحب قادری رضوی دامت برکاتہم برادر خورد حضرت فقیہہ اعظم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ رسالہ ہذا میں نے اول سے آخر تک دیکھا۔ مولوی محمد بشیر نے نہایت ہی جانفشانی سے مرزا کے دعویٰ نبوت کو بیخ وبن سے اکھاڑ کر سادہ لوح مسلمانوں پر احسان کیا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اس رسالہ میں مرزا کے تمام دلائل کا عالمانہ تقریر سے رد کیا گیا ہے۔ جو شخص اس کتاب کا مطالعہ کرے گا بے ساختہ کہہ دے گا کہ مرزا قادیانی بے شک دجال اور کذاب ہے۔

تقریظ

شیخ الحدیث حضرت مولانا واستادنا وسندنا ابوالبرکات سید احمد صاحب دامت برکاتہم ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف۔ لاہور

نحمدہ ونصلے علے رسولہ الکریم۔ امابعد۔ فقیر حقیر درماندہ نفس شریر نے رسالہ ''ختم نبوت'' مصنفہ اعز الاخص تلمیذ ارشد مولوی محمد بشیر متع اللہ المسلمین بعلمہ بجاہ حبیبہ البشیر والنذیر کو جابجا سے معائنہ کیا ختم نبوت کو دلائل قویہ سے ثابت کیا ہے اور فرقہ مرزائیہ کے اوہام وشکوک واعتراض واہیہ ومعتقدات کاسدہ کا خوب ہی قلع قمع کیا ہے۔ مولےٰ تعالیٰ عزیز موصوف کے علم وفضل وورع وتقویٰ میں دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ اور اس رسالہ کو مقبول خاص وعام بنا کر وسیلہ ہدایت گردانے۔ فقط حررہ العبد الراجی رحمۃ ربہ القوی ابوالبرکات سید احمد غفرلہ، ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند۔ لاہور

ختم شد

قادیانی مسلمانوں کو کیا سمجھتے ہیں

(از۔صوفی محمد ایاز خاں نیازیؒ)

فتنہ انکار ختم نبوت کے سرغنہ قادیانی دجال مرزا غلام احمد قادیانی، اخلاقیات سے بالکل تہی دامن تھا۔ملت اسلامیہ کے لیے ناپاک خیالات اس کی زبان وقلم سے اکثر ظاہر ہوتے رہتے تھے ''قادیانی مسلمانوں کو کیا سمجھتے ہیں'' کے عنوان سے بلاتبصرہ صرف مرزا قادیانی کے اقتباسات مع حوالہ جات نذر قارئین ہیں تاکہ ہماری نئی نسل کو علم ہو سکے کہ اس عہد کا، کاذب اعظم مرزا قادیانی ہمارے حضور پُرنور سیّدنا محمد ﷺ کی امت کے بارے میں کیسی بدزبانی کرتا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ نسل نو، قادیانی دجال کے اور اس کے ناپاک ٹولے کے شر سے اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکے۔ملاحظہ ہو۔

۱۔ولدالحرام:

''اور جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کو ولدالحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔''

(انوار اسلام ص ۳۰ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۹ ص ۳۱......از مرزا قادیانی)

۲۔ عیسائی، یہودی، مشرک:

''جو میرے مخالف تھے، ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا۔''

(نزول المسیح (حاشیہ) ص ۴ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۸ ص ۳۸۲......از......مرزا غلام احمد قادیانی)

۳۔ بدکار عورتوں کی اولاد:

"تلك كتب ينظر اليهاكل مسلم بعين المحبة والمودة ينتفع من معار فها و يقبلني و يصدق دعوتي الاذرية البغايا"

(ترجمہ): ''میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے معارف

سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے مگر رنڈیوں (بدکار عورتوں) کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷، ۵۴۸ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۵ ص ۵۴۷، ۵۴۸......از......مرزا غلام احمد قادیانی)

۴۔ اصل عبارت عربی میں ہے۔اس کا ترجمہ ہم نے لکھا ہے۔مرزا کے الفاظ یہ ہیں۔ الا ذرية البغايا۔عربی کا لفظ البغایا جمع صیغہ ہے۔واحد اس کا بغیۃ ہے۔جس کا معنی ہے بدکار عورت، فاحشہ، زانیہ ہے۔

خود مرزا نے خطبہ الہامیہ ص ۴۹ (مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۶) میں لفظ بغایا کا ترجمہ بازاری عورتیں کیا ہے۔

۵۔ اور ایسے ہی انجام آتھم کے ص ۲۸۲ (مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۱)

۶۔ نورالحق حصہ اول ص ۱۲۳ (مندرجہ روحانی خزائن جلد ۸ ص ۱۶۳) میں لفظ بغایا کا ترجمہ نسل بدکاران، زناکار، زن بدکار وغیرہ کیا ہے۔

۷۔ مرد خنزیر، عورتیں کتیاں:

''دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر (سور) ہوگئے۔اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔''

(نجم الہدیٰ ص ۵۳ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۴ ص ۵۳......از......مرزا غلام احمد قادیانی)

۸۔ مرزا کو نہ ماننے والا پکا کافر:

''ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا ہے مگر محمد ﷺ کو نہیں مانتا اور یا محمد ﷺ کو مانتا ہے پر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔'' (کلمۃ الفصل ص ۱۱۰......از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

۹۔جہنمی:

''اور مجھے بشارت دی ہے کہ جس نے تجھے شناخت کرنے کے بعد تیری دشمنی اور

تیری مخالفت اختیار کی، وہ جہنمی ہے۔" (تذکرہ مجموعہ الہامات ص ۱۶۸ طبع دوم......از......مرزا غلام احمد قادیانی)

۱۰۔ "خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔"

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص ۶۰۰ طبع دوم......از......مرزا غلام احمد قادیانی)

۱۱۔ اس الہام کی تشریح میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے الذین کفروا غیر احمدی مسلمانوں کو قرار دیا ہے۔ (کلمۃ الفصل ص ۱۴۳......از......مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا غلام احمد قادیانی)

۱۲۔ مرزا قادیانی کا انکار کفر:

"اب معاملہ صاف ہے، اگر نبی کریم ﷺ کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا انکار بھی کفر ہونا چاہئے کیونکہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) نبی کریم ﷺ سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہی اور اگر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا منکر کافر نہیں تو نعوذ باللہ نبی کریم ﷺ کا منکر بھی کافر نہیں۔ کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپ کا انکار کفر ہو مگر دوسری بعثت میں جس میں بقول حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) آپ کی روحانیت اقویٰ اور اکمل اور راشد ہے، آپ کا انکار کفر نہ ہو۔"

(کلمۃ الفصل ص ۱۴۶، ۱۴۷ از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا غلام احمد قادیانی)

۱۳۔ خواہ نام بھی نہیں سنا:

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔" (آئینہ صداقت ص ۳۵......از......مرزا بشیر الدین محمود ابن مرزا قادیانی)

☆☆☆☆☆

سیرتِ طیبہ کے ایک روشن، دلکش اور حسین پہلو پر لکھی جانے والی منفرد کتاب

خاندانِ مصطفیٰ ﷺ

- حضور ﷺ کے رشتہ داروں اور اعزا و اقارب کے احوال کا بیان
- مستند روایات، مکمل حوالا جات کے ساتھ
- غیر ضروری تفصیلات اور طوالت سے پاک
- حضور ﷺ کے دیگر متعلقین، آپ ﷺ کے رضاعی رشتہ دار، آپ ﷺ کے ہم شکل، مدنی نقیب، خلفاءِ راشدین، کاتبینِ وحی، بارگاہِ اقدس کے مفتیانِ کرام، شعراء، خطباءِ کرام اور موذنینِ ذی وقار کا بیان
- حضور ﷺ کے مقرر فرمودہ، تحصیل دار، گورنرز، قاضی، محافظ و پہرے دار اور دیگر بہت سے متعلقین کا تذکرہ
- دبارِ رسالت مآب ﷺ سے شاہانِ زمانہ کے نام لکھے گئے خطوط، رنگین تصاویر سے مزین

مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد
041-2626046